﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 14 | جمعۃ المبارک 05 رجنوری 2007ء | 15رذوالحجہ 1427 ہجری قمری ❁ 05 صلح 1386 ہجری شمسی | شمارہ 01

رزق حلال حاصل کرنا فرض ہے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

فرض امور کی ادائیگی کے بعد سب سے بڑا فرض رزق حلال کا حاصل کرنا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی جلد 6صفحہ420 حدیث نمبر 8741)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

انسان کی پیدائش کی اصل غرض بھی یہی ہے کہ وہ نماز کی حقیت سیکھے۔

نماز ہی وہ شئے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہوجاتے ہیں اور سب بلائیں دُور ہوتی ہیں۔مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں۔

یادرکھو بہت سخت دن آنے والے ہیں جن میں دنیا کو خطرناک شدائد اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

’’پھر ان سب باتوں کے بعد فرمایا وَالَّذِیۡنَ ھُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِھِمۡ یُحَافِظُوۡنَ(المومنون:10)یعنی ایسے ہی لوگ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور کبھی ناغہ نہیں کرتے اور انسان کی پیدائش کی اصل غرض یہی ہے کہ وہ نماز کی حقیت سیکھے۔جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَمَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ(الذاریات:57)۔

غرض یادرکھنا چاہئے کہ نماز ہی وہ شئے ہے جس سے سب مشکلات آسان ہوجاتے ہیں اور سب بلائیں دُور ہوتی ہیں۔مگر نماز سے وہ نماز مراد نہیں جو عام لوگ رسم کے طور پر پڑھتے ہیں بلکہ وہ نماز مراد ہے جس سے انسان کا دل گداز ہوجاتا ہے اور آستانہ ٔ احدیت پر گر کر ایسا محو ہوجاتا ہے کہ پگھلنے لگتا ہے۔اور پھر یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ نماز کی حفاظت اس واسطے نہیں کی جاتی کہ خدا کو ضرورت ہے،خدا تعالیٰ کو ہماری نمازوں کی کوئی ضرورت نہیں۔وہ تو غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ہے اس کو کسی کی حاجت نہیں۔بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو ضرورت ہے اور یہ ایک راز کی بات ہے کہ انسان خود اپنی بھلائی چاہتا ہے اور اسی لئے وہ خدا سے مدد طلب کرتا ہے کیونکہ یہ سچی بات ہے کہ انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوجانا حقیقی بھلائی کا حاصل کرلینا ہے۔ایسے شخص کی اگر تمام دُنیا دشمن ہوجائے اور اس کی ہلاکت کے درپے رہے تو اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور خدا تعالیٰ کو ایسے شخص کی خاطر اگر لاکھوں کروڑوں انسان بھی ہلاک کرنے پڑیں تو کردیتا ہے اور اس ایک کی بجائے لاکھوں کو فنا کردیتا ہے۔

یادرکھو یہ نماز ایسی چیز ہے کہ اس سے دنیا بھی سنور جاتی ہے اور دین بھی۔لیکن اکثر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں تو وہ نماز ان پر لعنت بھیجتی ہے۔جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فَوَیۡلٌ لِّلۡمُصَلِّیۡنَ الَّذِیۡنَ ھُمۡ عَنۡ صَلَاتِھِمۡ سَاھُوۡنَ (الماعون:5)۔یعنی لعنت ہے ان نمازیوں پر جو نماز کی حقیقت سے ہی بے خبر ہوتے ہیں‘‘۔

[ایک حدیث ہے کہ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان کو لعنت کرتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک انسان عمل نہ کرے،دلی حضور نہ ہو تو گویا وہ عبادت سانپ کی خاصیت رکھتی ہے۔دیکھنے میں خوبصورت اور خوشنما مگر بباطن دُکھ دینے والی زہر سے پُر‘‘۔(بدر جلد 7نمبر1صفحہ11مورخہ 9؍ جنوری 1908ء)]

’’نماز تو وہ چیز ہے کہ انسان اس کے پڑھنے سے ہر ایک طرح کی بدعملی اور بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔مگر جیسے کہ مَیں پہلے بیان کرچکا ہوں اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔اور یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع اور خضوع پیدا نہیں ہوسکتا۔اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔

یادرکھو کہ بہت سخت دن آنے والے ہیں جن میں دنیا کو خطرناک شدائد اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے گا۔خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ عنقریب سخت وبائیں اور طرح طرح کی آفاتِ ارضی وسماوی ظاہر ہونے والی ہیں اور ایک شدید زلزلہ کی بھی خبر دے رکھی ہے جو کہ قیامت کا نمونہ ہوگا اور جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے بَغۡتَۃً فرمایا ہے یعنی وہ زلزلہ ناگہانی طور پر آجائے گا۔ایسے ہی اور بھی بہت سی ڈراونی خبریں خدا تعالیٰ نے دے رکھی ہیں۔اگر تمہیں ان باتوں کا پتہ ہوجائے جو مَیں دیکھ رہا ہوں تو سارا سارا دن اور ساری ساری رات خدا تعالیٰ کے آگے روتے رہو۔

دیکھو اسی ایک مہینہ میں ہی تین زلزلے آچکے ہیں اور یہ سب بطور پیش خیمہ کے ہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں پہلے تو ٹڈیوں،جوؤں اور مینڈکوں وغیرہ کے عذاب ہی آتے رہے تھے اور مخالفوں نے ان کو ایک قسم کا تماشا سمجھ رکھا تھا اور اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ ان بدبختوں کو یہ خبر نہ تھی کہ ایک وہ معجزہ بھی ظاہر ہوگا جبکہ اسے اٰمَنۡتُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیۡۤ اٰمَنَتۡ بِہٖ بَنُوۡۤا اِسۡرَآءِیۡلَ (یونس:91) بھی کہنا پڑے گا۔

سو اس بات کو اچھی طرح سے یادرکھو کہ اگر ابتدائی مُنذرات کو عبرت کی نظر سے دیکھو گے اور خدا تعالیٰ سے ڈر کر استغفار،لاحول اور دوسرے نیک کاموں میں مشغول ہوجاؤ گے تو یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔لیکن جو بے پرواہی سے کام لیتا ہے تو آخر کار جب وہ وقت آئے گا تو اس وقت رونے چلّانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا اور آخر کار بڑی ذلت اور نامرادی سے ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑے گا اور پھر جس دنیا کے لئے دین سے مُنہ موڑا تھا اس کو بھی بڑی حسرت سے چھوڑنا پڑے گا۔

دیکھو طاعون بھی آنے والی ہے۔دُنیا کہتی ہے کہ اب تو دُور ہوگئی ہے اور اس کا دورہ ختم ہوگیا ہے۔مگر خدا کہتا ہے کہ عنقریب ایسی طاعون پھیلنے والی ہے جو پہلے کی نسبت نہایت ہی سخت ہوگی اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ ایک سخت وبا پھیلے گی جس کا کوئی نام بھی نہیں رکھ سکتے۔

لیکن ان سب باتوں کے بعد مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی رحمتیں سمندروں سے بھی زیادہ ہیں۔اگر وہ شدید العقاب ہے تو غفور رحیم بھی تو ہے۔جو شخص توبہ کرتا اور استغفار اور لاحول میں مشغول ہوجاتا ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرلیتا ہے تو وہ ضرور بچایا جاتا ہے۔ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو عذاب آنے سے پہلے ڈرتے ہیں اور خدا کی یاد میں مشغول ہوجاتے ہیں وہ اس وقت ضرور بچائے جاتے ہیں جبکہ عذاب اچانک آدباتا ہے۔لیکن جو اس وقت روتے اور آہ وزاری کرتے ہیں جبکہ عذاب آپہنچتا ہے اور اس وقت گڑگڑاتے اور توبہ کرتے ہیں جبکہ ہر ایک سخت سے سخت دل والا بھی لرزاں اور ترساں ہوتا ہے تو وہ بے ایمان ہیں وہ ہرگز نہیں بچائے جاتے‘‘۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 402-404 جدید ایڈیشن)

❁❁❁ ❁❁❁❁

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

عالمی اسلامی فنڈ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے 1908ء کے آغاز میں مسلمانانِ عالم کے سامنے عالمی سودی نظام کے نقصانات سے بچنے کی یہ پُر حکمت تجویز فرمائی کہ:

''اس سے بہتر تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کر کے تجارتی طور سے اسے فروغ دیتے تا کہ کسی بھائی کو سود پر قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ اسی مجلس سے ہر صاحب ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا اور میعاد مقررہ پر واپس کر دیتا''۔

(بدر قادیان 6/فروری 1908ء صفحہ 6)

صد افسوس دوسری بہت سی اسلامی تجاویز کی طرح حکم و عدل کی یہ تجویز بھی مسلمانوں نے آج تک سرد خانہ میں ڈال رکھی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ امریکہ اور یورپ کے یاجوجی شکنجوں میں بُری طرح جکڑے جا چکے ہیں اور استعماری طاقتوں کی معاشی غلامی نے اُن کی ساری تحریکوں کو ناکام بنا رکھا ہے۔

فرعونِ وقت کی نام نہاد اسلامی بنکاری

پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر ضیاء الحق نے اپنے اقتدار کو مذہبی ہتھکنڈوں سے دوام بخشنے کے لئے ''اسلامی بنکاری'' کا شوشہ چھوڑا جس پر دیوبندی مُلّاؤں نے اپنے ''امیر المومنین'' کی خوب قصیدہ خوانی کی مگر وہ سراسر ناکام و نامراد ہو چکا ہے۔ جس کا اندازہ اسٹیٹ بینک اسلامی بینکنگ کے سربراہ پرویز سعید کے اس مایوس کن بیان سے بآسانی ہو سکتا ہے کہ اسلامی بینکاری راتوں رات نافذ نہیں ہو سکتی اس لئے ہمیں اپنے رجحانات بدلنے ہوں گے اور اپنے ذہنوں کو وسعت دینا ہوگی۔

اس سلسلہ میں اسلامک ڈیولپمنٹ بینک جدہ کے سابق ایڈوائزری ڈی ایم قریشی نے کہا کہ:

''اس وقت دنیا میں کسی بھی اسلامی ملک میں صحیح معنوں میں مثالی اسلامی بینکاری کا نظام موجود نہیں''۔

(روزنامہ 'امن' 8/ نومبر 2006ء)

پاکستان کے دانشور جناب عبدالقادر حسن نے حال ہی میں یہ بلیغ تبصرہ فرمایا ہے کہ:

''صدر ضیاء الحق کہا کرتے تھے کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے اس آوے کو مزید بگاڑنے میں انہوں نے بھی اپنا کردار ادا کیا اور پھر اسے اتنا بگاڑ دیا کہ یہ سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا''۔

(ایکسپریس ستمبر 2006ء)

ہوا گلاب تو کانٹے چبھا گیا اک شخص
بنا چراغ تو گھر ہی جلا گیا اک شخص

حق و باطل کا آخری اور فیصلہ کن معرکہ قادیان میں

سیدنا حضرت مصلح موعود ؓ سورۃ الفیل کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

'' جس طرح اصحاب الفیل کے پہلے حملہ میں اصل مقصد رسول کریم ﷺ کو تباہ کرنا تھا۔ اسی طرح اب جو احمدیت پر حملہ ہوا ہے وہ اسی لئے ہوا ہے کہ ہندو بھی جانتا ہے اور سکھ بھی جانتا ہے اور مسیحی بھی جانتا ہے کہ اگر اسلام نے غلبہ پایا تو احمدیت کے ذریعہ ہی غلبہ پائے گا۔ پس اب بھی اس کا اصل مقصد رسول کریم ﷺ کو تباہ کرنا ہے کیونکہ مسیح موعود علیہ السلام کا کام اپنا وجود منوانا نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کا وجود منوانا ہے۔

آپ خود فرماتے ہیں:

وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

لیکن جس طرح گزشتہ زمانہ میں خانۂ کعبہ کو گرانے میں ابرہہ اور اُس کا لشکر ناکام رہا تھا اسی طرح ہم جانتے ہیں اور اس بات پر کامل یقین رکھتے ہیں کہ دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی اگر اس سلسلہ کو جسے خدا نے محمد رسول اللہ ﷺ کا دین قائم کرنے کے لئے کھڑا کیا ہے مٹانا چاہیں تو وہ ساری طاقتیں مل کر بھی اس سلسلہ کو مٹا نہیں سکتیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم کمزور ہیں، ہم جانتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی طاقت نہیں لیکن ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آسمانی فوجیں ہماری تائید میں اتریں گی اور اَلَمْ تَرَکَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ (الفیل:2) کا نظارہ دنیا متواتر دیکھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہی شخص جس کو مسلمانوں نے اپنی نادانی سے ٹھکرا دیا ہے اسی کے ہاتھوں سے اسلام دنیا میں دوبارہ قائم ہوگا اور معترضین ہمارے سامنے شرمندگی کے ساتھ وہی کچھ کہتے آئیں گے جو یوسفؑ کے بھائیوں نے اس سے کہا اور ہماری طرف سے بھی انہیں یہی کہا جائے گا کہ لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ غیر دنیا، کافر دنیا، بے دین دنیا جس کا مقابلہ ہماری جماعت کر رہی ہے وہ تو جانتی ہے کہ احمدیت کی اشاعت میں ہی عیسائیت کی موت ہے لیکن مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی اشاعت میں نعوذ باللہ اسلام کی تباہی ہے۔

مجھے یاد ہے میری خلافت کے ابتدائی زمانہ میں پادری والٹر (Walter) سیکرٹری لٹریچر آل انڈیا وائی ایم سی اے، پادری ہیوم اور فورمن کرسچین کالج لاہور کے پرنسپل مسٹر لیوکس (Lucas) مجھ سے ملنے کے لئے قادیان آئے اور مختلف امور پر گفتگو کرتے رہے۔ واپس جا کر مسٹر لیوکس نے کولمبو میں عیسائیوں کے سامنے ایک لیکچر دیا جس میں کہا کہ آپ لوگ شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ عیسائیت کی جنگ بڑے بڑے شہروں یا بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں لڑی جائے گی لیکن مَیں آپ کو بتاتا ہوں کہ مَیں اس وقت ایک ایسے گاؤں میں سے ہو کر آیا ہوں جس میں ریل بھی نہیں جاتی (اُس وقت قادیان میں ریل بھی نہیں آئی تھی)، جس میں تار بھی نہیں (اُس وقت تک قادیان میں تار بھی نہیں تھی)، اور جو نہایت ہی ادنیٰ حیثیت میں ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے ایک معمولی قصبہ کہا جا سکتا ہے مگر مَیں وہاں عیسائیت کے مقابلہ کی ایسی تیاری دیکھ کر آیا ہوں کہ مَیں سمجھتا ہوں اسلام اور عیسائیت کی آئندہ جنگ جس میں یہ فیصلہ ہوگا کہ اب اسلام زندہ مذہب ہے یا عیسائیت۔ وہ کہیں اور نہیں لڑی جائے گی بلکہ قادیان کے قصبہ میں لڑی جائے گی۔ یہ فورمن کرسچین کالج کے پرنسپل کی رائے ایک سیلون کے اخبار میں چھپی تھی۔ مگر بدقسمتی سے وہی مسلمان جن کو ذلّت کے مقام سے نکالنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آسمانی سلسلہ کو قائم کیا تھا وہی اس عظیم الشان تحریک سے فائدہ اٹھانے کی بجائے اس کے راستہ میں قسم قسم کی روکیں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اُن کی آنکھیں کھولے اور انہیں سچا ایمان اور تقویٰ نصیب کرے''۔

(تفسیر کبیر جلد دہم تفسیر سورۃ الفیل)

ایک ''صالح گپ''

جماعت اسلامی کے ترجمان ایشیا (10/اگست تا 16/اگست 2006ء) میں منقول ''امیر جماعت اسلامی شہر ڈھرکی ذیشان احمد انقلابی'' کا وعظ شریف:

''اس چڑیا کی مثال دیکھو جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ بجھانے کے لئے چونچ میں پانی لے کر گئی تھی تو باقی پرندوں نے کہا کیا اس سے آگ بجھ جائے گی تو اس نے کہا مجھے معلوم ہے کہ آگ نہیں بجھے گی لیکن آخرت میں میرا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کھاتے میں لکھا جائے گا''۔

''گیارھویں شریف'' کا انوکھا شرعی ثبوت

رسالہ ''مرأۃ العرفان'' مئی 2006ء صفحہ 28 میں ایک صاحب نے ''قرآن مجید'' اور ''تاریخ'' سے گیارھویں شریف کا نہایت دلچسپ انداز میں استدلال فرمایا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

''دسویں کا دن جس کی شام گیارھویں شمار ہوتی ہے بہت معتبر اور بابرکت ہے حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس صبح اور دس راتوں کی قسم اٹھائی۔ (قرآن پاک، سورۃ الفجر)۔

ترجمہ: قسم مجھے فجر کی اور دس راتوں کی۔ کیونکہ مختلف اسلامی مہینوں کی پہلی دس تاریخیں عظیم یادوں سے بھری ہوتی ہیں مثلاً حضرت آدمؑ کی معافی، حضرت نوحؑ کی کشتی کا اترنا، حضرت عیسیٰؑ کا چوتھے آسمان پر اٹھایا جانا، حضور سرور کائنات کا نویں دسویں کا روزہ رکھنا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی اور عید الضحیٰ اور واقعہ شہدائے کربلا امام حسینؓ۔ اس لئے ان دنوں میں انبیاء اور اولیاء کو ثواب کرنا اور دعا مانگنا یقیناً معتبر ہے۔

پس اب پوری طرح ثابت ہو گیا ہے کہ مروجہ گیارھویں شریف کوئی موجودہ دور کی نئی ایجاد نہیں''۔

ایک علامہ نے اظہار لیاقت یوں کیا
ملت بیضاء کے معنے لکھ دئے انڈے کی قوم

آزاد کشمیر اور سرحد میں قیامت صغریٰ

روزنامہ 'امت' کراچی (19/اکتوبر 2005ء) کا اداریہ:

''یہ صرف زلزلہ نہیں بلکہ ایک قیامت صغریٰ تھی۔ مظفر آباد تو ایک بھیانک منظر پیش کر رہا ہے اور ادھر ہندوستان میں کشمیری علاقہ میں بھی لاشیں بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ کوئی ماں اپنے بچے کی ہلاکت پر رو رہی تھی تو کوئی اپنے جواں سال شوہر کی ہلاکت پر بین کر رہی تھی۔ مکانات اور ساز و سامان کی تباہی تو پوچھئے ہی مت۔ زلزلہ آ گیا اور گزر گیا۔ جن کو مرنا تھا وہ مر گئے مگر اس کے بعد کا جو مرحلہ ہے یعنی راحت کاری اس میں بھی بے پناہ مشکلیں پیش آ رہی ہیں۔ کہیں سڑکیں لاپتہ ہیں تو کہیں جہازوں کے اترنے کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔ ایسے میں بھلا متاثرین کے پاس کیسے پہنچا جائے؟ ایل او سی یعنی لائن آف کنٹرول کی دونوں طرف ہندوستانی اور پاکستانی فوجیں پچھلے پچاس برسوں میں نہ جانے کتنی جنگیں لڑ چکی ہیں۔ وہ ایل او سی قہر خدا کے آگے سیکنڈوں میں تباہ ہو گئی۔ سرحد کے اِدھر اور اُدھر فوجیوں کے بنکرز زمین دوز ہو گئے۔ ادھر ہندوستان کے فوجی زلزلہ کی نذر ہوئے تو ادھر پاکستانی فوجیوں کے لئے سرحد ایک قبر ثابت ہوئی۔ گویا قدرت ہندو پاک دونوں کی فوجوں سے یہ سوال کر رہی ہو کہ تم جس سرحد کی نگہبانی کرنے کا دم بھرتے تھے اگر ہم اس سرحد کو ہی ختم کر دیں تو تم کیا کر سکتے ہو۔ حالیہ زلزلہ سے ہندو پاک میں اموات کا جو بازار گرم ہوا اس میں ایک سبق بھی ہے اور وہ یہ کہ انسان خود کو کچھ بھی سمجھ بیٹھے مگر وہ قدرتی طاقت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ اگر قدرت کو ایسا منظور نہ ہوتا تو بھلا کشمیر میں سرحد کی دونوں جانب ایسی تباہی کیوں ہوتی''؟

الفضل انٹرنیشنل ہمیں کیوں پڑھنا چاہئے

اس لئے کہ:

☆...... یہ مرکز سلسلہ اور آپ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ ہے۔

☆......اس کے مطالعہ سے آپ کو روحانی تسکین ہوتی ہے۔

☆......اس میں درج ملفوظات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و خلفائے احمدیت آپ کے ازدیاد ایمان کا موجب بنتے ہیں۔

☆......اس میں خلفائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خطبات، خطابات، مجالس سوال و جواب، مجالس عرفان وغیرہ کا مکمل متن شائع ہوتا ہے۔

☆...... یہ اہل علم حضرات کے ٹھوس علمی اور تحقیقی مضامین اور صاحب طرز شعراء کے کلام کے ذریعہ دنیا بھر کی دینی اور اخلاقی تربیت میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح اس میں جماعت کی عالمی خبریں اور اشاعت اسلام کے لئے سرگرمیوں کی رپورٹس بھی شائع ہوتی ہیں۔

☆...... یہ ایک روحانی چشمہ ہے جو آپ کی اور آپ کی نسلوں کی روحانی اور علمی سیرابی کا موجب ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایئے اور آج ہی الفضل انٹرنیشنل اپنے نام جاری کروایئے۔ (مینجر)

پردہ ایک اسلامی حکم ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان اور اس کا تقدّس بھی ہے اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔

جرأتمند مسلمان احمدی عورت کی طرح اپنے نیک عمل سے اور دلائل سے اپنے ماحول اور معاشرے میں اس بات کو پہنچائیں کہ پردہ کوئی قید نہیں ہے بلکہ یہ قرآنی حکم ہماری عزّتوں کو قائم کرنے اور ہمارا شرف بحال کرنے کے لئے ہے۔

مَیں نے تو بہرحال اس حکم کی پابندی کروانی ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ اگر کسی کے ذہن میں خیال ہو کہ اس طرح کی سختی سے جماعت کم ہو جائے گی اور جماعت سے لوگ دوڑنا شروع ہو جائیں گے تو یاد رکھیں کہ جماعت کم نہیں ہوگی۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ اس کے مقابل نئی قومیں عطا فرمائے گا جو اسلام کی تعلیم سے محبت کرنے والی ہوں گی۔

پردہ اور حیا کی تعلیم ہر زمانے اور ہر مذہب میں دی جاتی رہی ہے۔

آج ہر احمدی عورت کی غیرت کا تقاضا ہے کہ اس معاشرے میں اعلان کر کے ہر ایک کو بتائیں کہ تم چاہے جتنی مرضی پابندیاں لگا لو ہمارے دلوں سے، ہمارے چہروں سے، ہمارے عملوں سے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہیں چھین سکتے۔

(لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 19/نومبر 2006ء کو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

آپ لوگ یہاں اپنا اجتماع منعقد کرنے کے سلسلے میں جمع ہیں، جس کا آج آخری دن ہے۔ ان اجتماعوں کا انعقاد اس غرض سے کیا جاتا ہے تاکہ یہاں احمدی عورتوں اور بچیوں کو دینی تعلیم و تربیت کیلئے مل بیٹھ کر تعلیمی، تربیتی اور اصلاحی تقاریر اور ہدایات سن کر اپنے اندر کی کمزوریوں کو دُور کرنے کا موقع ملے۔ بچیوں اور بڑی عمر کی لڑکیوں کو اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ مختلف علمی پروگراموں میں حصہ لے کر اپنی علمی صلاحیتوں کو مزید نکھارنے کا موقع ملے، ایک خاص ماحول میسر ہو جس میں اپنی اصلاح کے مزید بہتر راستوں کی نشاندہی کریں اور ان کے بارے میں سوچیں۔ جس قوم کی بچیاں، نوجوان لڑکیاں، عورتیں اس سوچ کے ساتھ ایک جگہ جمع ہوں جہاں وہ خالص دینی اور روحانی ماحول میں رہ کر پروگراموں میں حصہ لینا چاہتی ہوں، اپنا وقت گزارنا چاہتی ہوں اور گزار رہی ہوں، اس قوم کی نہ تو نسلیں برباد ہوتی ہیں، نہ ان پر کبھی زوال آتا ہے۔ پس آج خالصۃً اللہ کی خاطر ان نیک مقاصد کیلئے اگر کوئی عورت جمع ہوتی ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔ اس لئے ہمیشہ اپنے اس مقام کو یاد رکھیں۔

جو علمی اور روحانی مائدہ آپ نے یہاں سے حاصل کیا ہے اور کر رہی ہیں اس سے فائدہ اٹھائیں کہ اسی میں آپ کی بقا ہے، اسی میں آپ کی نسلوں کی بقا ہے، اسی میں آپ کے خاندانوں کی عزت اور ان کی بقا ہے۔ انسان کو کبھی خود غرض نہیں ہونا چاہئے کہ صرف اپنی فکر رہے، صرف اپنی ضروریات کا خیال رکھتا رہے، صرف اپنے جذبات کا خیال رکھے۔ بلکہ دوسروں کی بھی فکر ہونی چاہئے، دوسروں کی ضروریات کی خاطر قربانی کی سوچ ہونی چاہئے، دوسروں کے جذبات کا خیال بھی رہنا چاہئے۔ صرف اپنی عزت کا نہیں سوچنا چاہئے بلکہ اپنے خاندان اور جماعت کی عزت کا خیال بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے۔

یہ بات بھی ہر وقت ذہن میں رہنی چاہئے کہ میرا ایک بصیر خدا ہے جو ہر وقت مجھے دیکھ رہا ہے، میرا ایک علیم و خبیر خدا ہے جس کی نظر کی گہرائی میرے پاتال تک کا بھی علم رکھتی ہے، میرے اندر تک گئی ہوئی ہے، میری ہر بات کی اس کو خبر ہے، اس لئے کوئی بات اس سے چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور جب اس کی ہر بات پر نظر ہے، اس کو ہر بات کا علم ہے، اس کو میرے اندر اور باہر کے پل پل کی خبر ہے تو پھر جب میں یہ اعلان کرتی ہوں کہ میں ایک احمدی مسلمان عورت ہوں تو ہمیشہ آپ کو یہ خیال رہے کہ مجھے ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے جو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی ﷺ کے ذریعہ ہم تک پہنچائی ہیں۔ اگر کبھی ہم ان باتوں کو کسی وجہ سے بھول گئے تو جب بھی یاد کروائی جائیں تو پھر اللہ کے نیک بندوں کی طرح ان سے ایسا معاملہ کرنا چاہئے جیسے اللہ کے نیک بندے کرتے ہیں اور جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا (سورۃ الفرقان: 74) یعنی وہ لوگ کہ جب ان کے رب کی آیات انہیں یاد دلائی جاتی ہیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

تو یقیناً احمدی عورت جس کے دل میں نیکی کا بیج ہے جس نے اسے ابھی تک احمدیت پر قائم رکھا ہوا ہے، جو وفاؤں کی پتلی ہے، جو دین کی خاطر قربانی کا فہم رکھتی ہے، جو خلافتِ احمدیہ سے عشق و محبت کا تعلق رکھتی ہے، اسے جب نصیحت کی جائے تو اندھوں اور بہروں کی طرح سلوک نہیں کرتی۔ اگر حقیقی احمدی ہے اور یہی ہر احمدی سے امید کی جاتی ہے کہ اسے ہر نصیحت پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ اندھوں اور بہروں کی طرح کا سلوک اس سے ہو۔ پس جیسا کہ میں نے کہا، ایک احمدی کی یہی سوچ ہونی چاہئے کہ میں نے ان باتوں کی طرف توجہ دینی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں بتائی ہیں اور یہی ایک مومن کی نشانی اور ایک مومن کی شان ہے۔ آپ جو عہد کرتی ہیں، ہمیشہ اس عہد کو اپنے سامنے رکھیں۔

دیکھیں جب آنحضرت ﷺ نے عورتوں سے عہدِ بیعت لیا تو اس میں مردوں کے عہدِ بیعت سے زائد باتیں رکھیں، جن کا قرآنِ کریم میں ذکر ملتا ہے۔ جس میں شرک سے بچنے کی طرف توجہ ہے، برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ ہے، اولاد کی صحیح تربیت کرنے کی طرف توجہ ہے اور فرمایا وَ لَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ (الممتحنہ: 13) کہ نیک باتوں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی۔ تو اللہ تعالیٰ کوئی زبردستی نہیں کر رہا کہ ہر ایک سے زبردستی یہ (عہد) لو۔ ہاں اگر مسلمان ہونے کے لئے آئی ہیں تو پھر ان شرائط کی پابندی کرنی بھی ضروری ہے جو اسلام میں شامل ہونے کیلئے ضروری ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی جب عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو یہی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ پس بعض دماغوں میں خاص طور پر اس ماحول میں آ کے، آج کل کے معاشرے میں ہر جگہ ہی جو یہ خیال آ جاتا ہے کہ ہم آزاد ہیں تو یاد رکھیں کہ ایک حد تک آزاد ہیں۔ لیکن جہاں آپ کے دین کے، شریعت کے احکامات کا تعلق ہے وہاں آزاد نہیں ہیں۔ اگر جماعت میں شامل ہوئے ہیں تو ان شرائط کی بہرحال پابند ہیں جو ایک احمدی کیلئے ضروری ہیں۔ دیکھیں ابتداء میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں جب ان عورتوں نے بیعت کی تھی تو وہ معاشرہ بالکل آزاد تھا، اس میں کوئی قانون نہیں تھا، آج کی برائیوں سے زیادہ ان میں برائیاں موجود تھیں، تعلیم کی کمی تھی، چند ایک مگر وہ بھی معمولی سا پڑھی لکھی تھیں۔ خدا کے وجود کا کوئی تصور نہ تھا، وہ صرف بتوں کو جانتی تھیں، یہ پتہ ہی نہیں تھا کہ علیم و خبیر اور بصیر خدا کیا ہے؟

لیکن جب بیعت کی تو اپنی زندگیوں میں ایک انقلاب پیدا کر لیا۔ جہالت کے اندھیروں سے نکل کر جب اسلام کی روشنی حاصل کی تو علم کی روشنی پھیلانے کا منبع ایک عورت بن گئی، پردے وغیرہ کی تمام رعائت کے ساتھ بڑوں بڑوں کو دین کے مسائل سکھائے اور آنحضرت ﷺ سے یہ سرٹیفیکیٹ حاصل کیا کہ دین کا آدھا علم اگر حاصل کرنا ہے تو عائشہ سے حاصل کرو۔

میدانِ جنگ میں اگر مثال قائم کی تو اپنے پردے کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے، اپنی جرأت و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے رومیوں کی فوج سے اکیلی اپنے قیدی بھائی کو آزاد کروا کے لے آئی اور تاریخ میں اس عورت کا ذکر حضرت خولہ کے نام سے آتا ہے۔ پھر مدینہ پر جب کفار کا حملہ ہوا تو مرد اگر خندق کھود کر شہر کی اس طرف سے حفاظت کر رہے تھے تو گھروں کی حفاظت عورتوں نے اپنے ذمّہ لے لی اور جب یہودیوں نے جاسوسی کرنے کیلئے اپنا ایک آدمی بھیجا کہ پتہ کرو تا کہ ہم اس طرف سے حملہ کریں اور مدینہ پر قبضہ کر لیں تو مرد تو اس جاسوس کے مقابلے پر نہ آیا لیکن عورت نے اس کو زخمی کر کے، مار کے باندھ دیا اور اٹھا کر اس کو باہر پھینک دیا۔

جنگِ اُحد میں مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے تو اس وقت عورتیں ہی تھیں جنہوں نے دین کی غیرت میں اور آنحضرت ﷺ کی محبت میں ایک مثالی کردار ادا کیا اور وفا کی ایک مثال قائم کر دی۔ پس یہ طاقت، یہ جرأت، یہ وفا، یہ علم ان میں اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے اور اسے اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی وجہ سے آیا تھا۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر بے نفس ہو کر اپنے دین کی تعلیم کو اپنے اوپر

لاگو کریں گی، اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی، خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ پیدا کریں گی تو آپ میں دین کی غیرت بھی پیدا ہوگی اور وفا بھی پیدا ہوگی اور آپ ہر قسم کے کامپلیکس (Complex) سے بھی آزاد ہو جائیں گی۔ ورنہ اس دنیا کی رنگینیوں میں ڈوب کر دنیاداروں کی طرح غائب ہو جائیں گی۔

پس جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی عورت نے اپنے اندر یہ انقلاب پیدا کیا کہ حقیقی مسلمات بنیں، مومنات بنیں، قانتات بنیں، تائبات بنیں، عابدات بنیں، آپ نے بھی اگر ان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے تو پھر ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اسلام کی تعلیم کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہوگا۔ اگر یہ لاگو نہ کیا تو پھر آپ مسلمان نہیں کہلا سکتیں، اگر آپ نے اپنے ایمانوں میں مضبوطی پیدا نہ کی اور معاشرے کی برائیوں سے اپنے آپ کو نہ بچایا تو مومنات نہیں کہلا سکتیں، اگر فرمانبرداری کے اعلیٰ معیار قائم نہ کئے تو قانتات نہیں کہلا سکتیں، اگر توبہ اور عبادتوں کی طرف ہر وقت توجہ نہ رکھی تو تائبات اور عابدات نہیں کہلا سکتیں۔

پس اپنے جائزے لیں کہ دعوے کیا ہیں اور عمل کیا ہیں، اپنے آپ کو خود Assess کریں، اپنے خود جائزے لیں۔ ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھیں جو انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔ اللہ کی رضا حاصل کرنا آپ کا مطمح نظر ہو۔ اپنے لئے بڑے بڑے Targets بنائیں کہ Goal بنائیں جن کو حاصل کرنا ہے۔ اعلیٰ مقاصد کی نشاندہی کریں جن کی طرف بڑھنا ہے۔ جب آپ کے سامنے Targets بڑے ہوں گے تو پھر آپ ان کو حاصل کرنے کیلئے حقیقی کوشش کریں گی۔ لڑکیاں بھی اپنے جائزے لیں اور مائیں بھی اپنے جائزے لیں۔ اس سے آپ اپنی بھی اصلاح کر سکتی ہیں اور اپنی نسل کی بھی اصلاح کر سکتی ہیں، بچوں کی تربیت بھی اچھے رنگ میں کر سکتی ہیں۔ آج معاشرے میں اسلام کے خلاف ہر طرف حملے ہو رہے ہیں، آج اس کے دفاع کیلئے ہر احمدی بچی، ہر احمدی لڑکی اور ہر احمدی عورت کو اسی طرح میدانِ عمل میں آنے کی ضرورت ہے جس طرح پہلے زمانے کی عورت آئی یا قرونِ اولیٰ کی عورت آئی، ورنہ پھر آپ پوچھی جائیں گی کہ تمہارے سپرد کام کیا تھا اور تم نے کیا کیا؟ تمہارے دعوے کیا تھے اور تمہارے عمل کیا تھے؟

آج عورت کے حوالے سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں، بڑا Issue آجکل جو اٹھا ہوا ہے وہ حجاب یا اسکارف یا برقعہ کا مسئلہ ہے۔ مرد اس کی لاکھ وضاحتیں پیش کریں، جتنی مرضی اس کی توجیہیں پیش کریں کہ اسلام میں پردہ کیوں کیا جاتا ہے، جتنی مرضی اس کی Justification پیش کریں اس کا صحیح جواب اگر کوئی دے سکتی ہے تو وہ ایک باعمل اور نیک احمدی عورت دے سکتی ہے۔ پس بجائے کسی کامپلیکس (Complex) میں مبتلا ہونے کے، جرأتمند مسلمان احمدی عورت کی طرح اپنے عمل سے اور دلائل سے اس بات کو اپنے ماحول میں، اپنے معاشرے میں پہنچائیں کہ یہ قرآنی حکم ہماری عزتوں کیلئے ہے، ہمارا شرف بحال کرنے کیلئے ہے، یہ کوئی قید نہیں ہے۔

ان لوگوں کی حالت بھی دیکھ لیں۔ ایک طرف تو یہ لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس میں جبر ہے، سختی ہے، اور دوسری طرف خود بھی کسی کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کر رہے ہیں۔ اگر کوئی عورت اسکارف لینا چاہتی ہے، حجاب لینا چاہتی ہے تو ان سے کوئی پوچھے کہ تمہیں کیا تکلیف ہے؟ آجکل کیونکہ عمل تو رہا نہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں مانا ان مسلمان عورتوں کی اکثریت پردہ نہیں کرتی تو اسلام انہیں کوئی سزا نہیں دیتا، کوئی قانون انہیں سزا نہیں دے رہا۔ لیکن جو دین کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے پردہ کرتی ہے اس پر کسی دوسرے مذہب والے کا کیا حق ہے کہ کہے کہ سخت قانون بنانا چاہئے تا کہ وہ پردہ نہ کرے، اسکارف نہ لے، سر نہ ڈھانپے۔ کل کو کہہ دیں گے کہ یہ تمہارا لباس ٹھیک نہیں ہے، شلوار نہیں پہننی، فراکیں پہنو یا جین پہنو یا میکسی یا کوئی ایسی چیز پہنو، ہمیں اعتراض ہے اور پھر اس پر بھی اعتراض شروع ہو جائے گا۔ پھر یہ کہہ دیں گے کہ چھوٹی فراکیں پہنو، اس طرح کی پہنو اور پھر منی اسکرٹ پہنو، پھر ننگے ہو جاؤ۔

تو ان لوگوں کا کسی عورت کی عزت سے کھیلنے کا کوئی حق نہیں بنتا۔ یہ آپ لوگ ہیں جنہوں نے جواب دینے ہیں کہ تم کسی کے ذاتی معاملات میں دخل دینے والے کون ہو؟ ان سے پوچھیں کہ یہ بھی تو آزادی سلب کرنے والی بات ہے۔ کسی کا لباس اس کا ذاتی معاملہ ہے۔ یہ کیوں اس کے لباس پہننے کی آزادی کو ختم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن کیونکہ ان کی حکومتیں ہیں، دنیا میں آجکل ان کا سکّہ چلتا ہے اس لئے ناجائز اور احمقانہ باتیں کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑی عقل کی بات کی ہے۔ تو احمدی عورت نے اپنی عزت بھی قائم کرنی ہے اور ہر ایسے اعتراض کا جواب بھی دینا ہے۔ اس کیلئے تیار ہو جائیں۔

بعض عورتیں احمدی کہلا کر بھی پتہ نہیں کیوں کسی کامپلیکس (Complex) کا شکار ہو جاتی ہیں۔ کسی نے بتایا کہ ایک عورت نے کہا کہ میری بیٹی اگر اسکارف نہیں پہنتی یا جین اور دوسرا لباس پہنتی ہے تو اسے کچھ نہ کہو، وہ بڑی ڈیسنٹ (Decent) ہے۔

ڈیسنٹ کیوں ہے؟ کہ اس کی لڑکوں سے دوستی نہیں ہے۔ وہ آزاد ہے، اپنا اچھا برا جانتی ہے۔ تو یہ تو بچوں کی تربیت خراب کرنے والی بات ہے۔ آج اگر دوستی نہیں ہے تو کل کو دوستی ہو بھی سکتی ہے، آج اگر کسی برائی میں مبتلا نہیں ہے تو اسی آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کسی برائی میں مبتلا ہو بھی سکتی ہے۔ اگر وہ آزاد ہے، اپنا اچھا برا جانتی ہے اور اس بات پر آزاد ہے کہ اسلامی حکم یا قرآنی حکم پردے پر عمل نہ کرے تو پھر جماعت بھی آزاد ہے، نظامِ جماعت بھی آزاد ہے، خلیفۂ وقت سب سے زیادہ اس کا حق رکھتا ہے کہ ایسے لوگوں کو پھر جماعت سے باہر کر دے جنہوں نے قرآنِ کریم کے بنیادی حکم کی تعمیل نہیں کرنی۔

اگر آپ ایک دنیاوی کلب بھی جائن (Join) کرتے ہیں تو اس کی بھی ممبر شپ کے کوئی قواعد وضوابط ہوتے ہیں۔ اگر ان کو پورا نہ کریں تو ممبر شپ ختم ہو جاتی ہے۔ تو دین کا معاملہ تو خدا کے ساتھ ایک بانڈ (Bond) ہے ایک عہدِ بیعت ہے۔ اگر اس کی واضح تعلیم کے خلاف عمل کریں گی اور اس کی تعلیم پر عمل کرنے سے انکار کریں گی تو پھر اگر آپ کی لڑکی کو یا آپ کو یہ حق حاصل ہے کہ پردہ نہ کریں تو پھر مجھے بھی یہ حق حاصل ہے، اسی حق کی وجہ سے جو آپ کو حاصل ہے کہ پھر ایسے نافرمانوں کو جماعت سے نکال کر باہر کر دوں۔ مَیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ایسا کروں گا، اس لئے کسی کو کوئی شکوہ بھی نہیں ہونا چاہئے۔ یہاں میں انتظامیہ کو بھی یہ بتا دوں کہ پہلے Step میں یہ جائزہ لیں کہ کوئی لڑکی، کوئی ایسی عورت عہدیدار نہ ہو جو پردہ نہ کرتی ہو اور اگر باپردہ کام کرنے والی نہیں ملتی تو اس مجلس کو جس مجلس میں کام کرنے والی کوئی بھی ایسی نہیں ہے جو باپردہ ہو کسی ساتھ کی مجلس کے ساتھ Attach کر دیں یا کوئی باپردہ چاہے کم علم رکھنے والی ہو تو اس کو کام سپرد کر دیں۔ اگر اس مجلس میں کوئی بھی نہیں ملتا جو اسلامی حکم کہ 'اپنے سر اور بال اور زینت کو ڈھانپو' پر عمل کر رہی ہو اور قریب کوئی مجلس بھی نہ ہو تو پھر ایسی مجلس کو ہی بند کر دیں۔ اوّل تو مجھے امید ہے کہ یہ جو میں نے انتہائی صورت پیش کی ہے ایسی خوفناک شکل کہیں نہیں ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ کے فضل سے جماعت میں نیکیوں میں آگے بڑھنے والی بے شمار خواتین ہیں۔ اگر بڑی عمر کی عورتوں میں سے نہیں تو نوجوان بچیوں میں سے مَیں دیکھ رہا ہوں کہ ایسی ہیں جو منافقت سے پاک ہیں، جو کسی قسم کی منافقت نہیں کرتیں۔ بعض اپنے گھر کے ماحول کی وجہ سے ایسی ہوں گی لیکن بہت ساری ایسی ہیں جو اپنے بڑوں سے زیادہ نیکیوں پر قائم ہیں۔ کوشش کرتی ہیں کہ حجاب لیں، حیا رکھیں۔ ایم ٹی اے کیلئے ایک پروگرام انہوں نے بنایا ہے جو ابھی دکھایا نہیں لیکن مَیں ریکارڈنگ دیکھ رہا تھا اس میں ہماری ایک بچی نے جو ٹیچر بھی ہے، جب سکول میں حجاب کا مسئلہ آیا تو یہ کہا کہ مَیں سکول میں بھی سر ڈھانکوں گی کیونکہ مَیں بچوں کو سکول میں یہ نہیں سکھانا چاہتی کہ مَیں نے منافقانہ رویّہ یا دوہرا معیار رکھا ہوا ہے۔ بچے مجھے باہر اسکارف میں دیکھ لیں گے تو کہیں گے کہ سکول میں کیوں نہیں لیتی، سکول میں سر کیوں نہیں ڈھانکتی؟ وہاں ایک Discussion یہ بھی ہو رہی تھی کہ پرائمری سکول میں چھوٹے بچوں کو پڑھانے والی ہماری ایک ٹیچر ہے وہ سر نہیں ڈھانپتی۔ ٹھیک ہے جہاں چھوٹے بچے ہوں، عورتیں ہوں بے شک نہ ڈھانپیں، کوئی حرج نہیں۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ جس بچی نے کہا کہ مَیں سکول میں بھی سر ڈھانکوں گی، اس کے سکول میں بڑے بچے ہوں۔

تو بہرحال پردہ ایک اسلامی حکم بھی ہے اور ایک احمدی عورت اور نوجوان لڑکی کی شان بھی ہے اور اس کا تقدّس بھی ہے کیونکہ احمدی عورت کا تقدّس بھی اسی سے قائم ہے، اس کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ لیکن یاد رکھیں کہ اسکارف کے ساتھ نچلا لباس بھی ڈھیلا ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ زینت نظر نہ آئے۔ بعض غیر از جماعت لڑکیاں نظر آ جاتی ہیں، انہوں نے اسکارف تو شاید اس ری ایکشن (Reaction) میں لیا ہوتا ہے کہ ہمیں کیوں اسکارف لینے سے روکا جا رہا ہے۔ لیکن ان کا جو لباس ہوتا ہے وہ Tight جین اور بلاؤز پہنے ہوتے ہیں۔ اس پردے کا کوئی فائدہ نہیں، وہ تو منافقت ہے۔ پردہ ایسا ہو جو پردہ بھی ہو اور وقار بھی ہو۔

پھر مجھے پتہ چلا ہے کہ ایک جگہ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں تو ایک عہدیدار عورت نے دوسری کو کہا کہ حالات کی وجہ سے اب پردے میں ہمیں کچھ Relax ہونا چاہئے، اتنی سختی نہیں کرنی چاہئے۔ ٹھیک ہے Relax ہو جائیں تو جس طرح مَیں نے پہلے کہا ہے کہ پھر وہ اپنا حق استعمال کریں اور مَیں اپنا حق استعمال کروں گا۔ یہ تو نہیں ہے کہ آپ اپنے حق لیتی رہیں اور میرا حق کہیں کہ تم استعمال نہ کرو۔ میں نے تو بہرحال اس حکم کی پابندی کروانی ہے انشاء اللہ تعالیٰ، جو قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں دیا ہے۔ نہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا دروازہ کھلا ہے جو جانا چاہتا ہے چلا جائے۔

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ کامپلیکس (Complex) کس وجہ سے ہے، کیسا ہے، کیوں ہے؟ یہاں کی لوکل برٹش عورتیں بھی ہیں، یورپ میں اور جگہ بھی احمدی ہوتی ہیں، لڑکیاں بھی ہیں، جماعت میں داخل ہو رہی ہیں۔ انہوں نے تو اسکارف پہننا شروع کر دیا ہے، اپنے سر ڈھانکنے شروع کر دیئے ہیں اور آپ لوگوں میں سے بعض ایسی ہیں جو احساسِ کمتری کا شکار ہو رہی ہیں۔ ابھی کل ہی یہاں کی ایک انگریز لڑکی جو چند دن پہلے احمدی ہوئی ہے مجھے ملی ہے، اس کو تو اسکارف یا حجاب کی کوئی عادت نہیں تھی لیکن اس نے بڑا اچھا حجاب لیا ہوا تھا۔ یہ لوگ تو اس خوبصورت تعلیم پر عمل کرنے کیلئے اسے قبول کر رہے ہیں اور ہماری بعض خواتین احساسِ کمتری کا شکار ہیں اس پر سوائے اِنَّا لِلّٰہِ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اگر کسی کے ذہن میں یہ خیال ہو کہ اس طرح سختی سے جماعت کم ہوگی، جماعت سے لوگ دوڑنا شروع ہو جائیں گے تو یاد رکھیں کہ جماعت کم نہیں ہوگی۔ ایسی تمام عورتیں بھی اگر چھوڑ دیں تو اللہ میاں کا وعدہ ہے اور اس کے مطابق وہ نئی قومیں عطا فرمائے گا۔ یہاں کے برٹش لوگوں میں سے بھی جو عورتیں آئی ہیں، احمدی ہوئی ہیں بڑی مخلص ہیں اور آئندہ بھی ان لوگوں میں سے ہی آپ دیکھیں گی کہ قطراتِ محبت ٹپکیں گے جو اسلام اور اسلام کی تعلیم سے محبت کرنے والے ہوں گے۔ ابھی جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ کل ہی مجھے ملی ہیں اور بہت ساری ایسی ہیں، اس وقت یہاں میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہیں جو خود احمدی ہوئی ہیں اور پھر احمدیت میں ترقی کرتی چلی گئیں۔ یہاں آپ کی صدر صاحبہ ہیں یہ بھی تو پاکستانی نہیں، جرمن ہیں، پردہ کرتی ہیں، برقعہ پہنتی ہیں ان کو تو کوئی کامپلیکس نہیں۔ تو جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا ہے وہ خاتون جو شاید عہدیدار بھی ہے، وہ پردے میں Relax ہونا چاہتی ہے۔ اصل بات جو مَیں سمجھتا ہوں یہ ہے کہ بنیادی طور پر وہ اعتراض مجھ پر کرنا چاہتی ہے کہ مَیں پردے کے معاملہ میں سختی کرتا ہوں۔ اس قسم کے لوگ جو گول مول

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

DEAN MANSON SOLICITORS

We specialise in Immigration & Nationality law; Commercial, Media & Entertainment, Conveyancing, Employment, Family & Ancillary Proceedings, Criminal & Civil Litigation

CONTACT

MUZAFFAR MANSOOR & EJAZ BAIG

243-245 MITCHIM ROAD-TOOTING, LONDON SW17 9JQ

TEL: 020 8767 5000 — FAX: 020 8767 0456

EMAIL: info@dmansonsolicitors.com

فیضانِ رحمانیت تمام ذی روحوں پر محیط ہے۔ یہ فیض عام ہے جو ہر ایک کو پہنچ رہا ہے اور اس میں انسانوں یا حیوانوں کے قویٰ کے کسب اور عمل اور کوشش کا کوئی دخل نہیں۔

(اللہ تعالیٰ کی صفت الرحمٰن کے مختلف پہلوؤں کا پُر معارف تذکرہ)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ 15/دسمبر 2006ء بمطابق 15/فتح 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ- مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ- صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

هُوَاللّٰهُ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّاهُوَ- عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ- هُوَا لرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ (الحشر:23)

وہی اللہ ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ غیب کا جاننے والا ہے اور حاضر کا بھی۔ وہی ہے جو بن مانگے دینے والا، بے انتہا رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

گزشتہ خطبوں میں مَیں صفت ربّ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس صفت کا قرآن کریم کی پہلی سورۃ میں ہی ذکر شروع ہو جاتا ہے جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا بلکہ اس کی ابتداء میں ہی، پہلی صفت جو اللہ تعالیٰ کی بتائی گئی ہے وہ ربّ ہے۔ اور اس صفت ربّ کا قرآن کریم میں ابتداء سے لے کر آخر تک مختلف رنگ میں ذکر ہوا ہے۔ اس کی کچھ مثالیں مَیں نے پیش کی تھیں۔ بہرحال آج جس صفت کا ذکر مَیں کرنے لگا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمٰن ہے۔ جس کا ذکر پہلی سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ میں صفت ربّ کے بعد کیا گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’خدا کا نام سورۃ فاتحہ میں بعد صفت ربّ العالمین، رحمٰن آیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ- اَلرَّحْمٰن‘‘۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’فیضان رحمانیت ایسا تمام ذی روحوں پر محیط ہو رہا ہے کہ پرندے بھی اِس فیضان کے وسیع دریا میں خوشی اور سرور سے تیر رہے ہیں اور چونکہ ربوبیت کے بعد اسی فیضان کا مرتبہ ہے اس جہت سے اللہ تعالیٰ نے سورۃ فاتحہ میں ربّ العالمین کی صفت بیان فرما کر پھر اس کے رحمٰن ہونے کی صفت بیان فرمائی تا ترتیب طبعی ان کی ملحوظ رہے‘‘۔

اس بات کو کھولنے کے لئے کہ صفت رحمانیت کیا ہے اور کس طرح تمام ذی روح اس سے فیض حاصل کر رہے ہیں [اس کے لغوی معنے اور مختصر تفسیر میں زیادہ تر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اور ایک آدھ پرانے مفسرین سے بھی ذکر کروں گا۔

مفردات امام راغب میں لکھا ہے کہ رحمت ایسی نرمی کو کہتے ہیں جو اس شخص پر احسان کئے جانے کی مقتضی ہو۔ یعنی ایسی نرمی ہو جس سے کسی شخص پر احسان کیا جائے، اس کا تقاضا کرتی ہو۔ ضرورت ہو احسان کی جس پر رحم کیا جا رہا ہے۔ کبھی رحمت کا لفظ محض نرمی کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے، صرف احسان نہیں ہے بلکہ نرمی ہے اور کبھی محض ایسے احسان کے معنے میں استعمال ہوتا ہے جس کے ساتھ نرمی شامل نہ ہو، احسان تو ہو نرمی نہ ہو۔ اس کی مثال انہوں نے دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہتے ہیں کہ رَحِمَ اللّٰهُ فُلَانًا یعنی اللہ تعالیٰ نے فلاں پر احسان فرمادیا ہے۔ اور جب رحمت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو تو محض احسان کے معنے میں ہی آتا ہے اور نرمی اور سختی کے جذبات کو انہوں نے انسان کے ساتھ مختص قرار دیا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ اگر انسانوں کے حوالے سے آئے تو اس سے مراد نرمی کرنا ہے اور شفقت کے جذبات کے ساتھ مائل ہونا ہے۔ پھر کہتے ہیں اسی مفہوم میں حدیث قدسی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رِحم کو پیدا کیا تو فرمایا مَیں رحمٰن ہوں تُو رِحم ہے، مَیں نے تیرا نام اپنے نام میں سے بنایا ہے۔ پس جس نے تجھے جوڑا مَیں بھی اس سے اپنا تعلق جوڑوں گا اور جس نے تجھے کاٹا مَیں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔ تو یہ رحم کا رحمی رشتہ سے تعلق ہے۔ یہ جو قریبی رشتے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو جوڑا گیا ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ جو حدیث پڑھی گئی ہے اس میں اس مضمون کی طرف بھی اشارہ ہے کہ رحمت دو معنوں پر مشتمل ہے، ایک اَلرِّقَّة نرمی اور دوسرے اَلْاِحْسَان، احسان کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ رَحْمٰنُ الدُّنْيَا ہے اور رَحِيْمُ الْاٰخِرَة ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا احسان اس دنیا میں مومن و کافر ہر ایک پر عام ہے جبکہ آخرت میں صرف مومنین سے ہی مختص ہوگا اور اس مضمون کے بارے میں کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل آیت ہے۔ وَرَحْمَتِىْ وَسِعَتْ كُلَّ شَىْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ (الاعراف:157) کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ پس مَیں ضرور اس کو ان لوگوں کے لئے لکھوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔

پھر اقربُ الموارد میں لکھا ہے کہ رَحِمَ کا معنی ہے اس کے لئے دل میں نرمی کے جذبات پیدا ہوئے، اسے بخش دیا اور مہربانی کے جذبات کے ساتھ اس کی طرف مائل ہوا۔ اِسْتَرْحَمَ اس سے مہربانی اور شفقت چاہی۔ رِحم جس طرح کہ مَیں نے پہلے بتایا تھا انہوں نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ رحم ماں کے پیٹ میں بچہ کی نشوونما پانے کی جگہ، پھر قرابت، قریبی رشتہ۔ اَلرَّحْمٰن کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنہ میں سے ایک ہے اور صرف اللہ تعالیٰ سے مختص ہے کسی اور کے لئے استعمال نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ اَلرَّحْمَه دل کی نرمی، شفقت کے ساتھ میلان کا جذبہ جو دوسرے سے حسن سلوک کرنے اور عفو کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔

پھر لسان العرب میں لکھا ہے اَلرَّحْمَه دل کی نرمی اور شفقت کے جذبات کے ساتھ میلان اور مغفرت۔ انہوں نے رحمان اور الرحیم دو صفات لکھی ہیں کیونکہ روٹ ایک ہے۔ اس میں لکھتے ہیں کہ ان میں سے رحمٰن مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی اس کے معنے میں کثرت پائی جاتی ہے، وہ اس طرح کہ اس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے اور اسے گھیرے ہوئے ہے۔ پھر کہتے ہیں رحمٰن صفت صرف اللہ تعالیٰ سے مختص ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ رحمت کا لفظ اگر انسانوں کے حوالے سے استعمال ہو تو اس کے معنے ہیں دل کی نرمی اور دل کا مہربانی کے ساتھ مائل ہونا۔ اگر رحمت کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو تو اس سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی مہربانی، احسان اور رِفق۔

پھر یہ ایک اور معنے دیتے ہیں اَلْغَيْث یعنی ضرورت کے وقت آنے والی فائدہ مند بارش کو بھی اللہ تعالیٰ نے رَحْمَة قرار دیا ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ہی برستی ہے۔ تو ان سب سے یہ مطلب ہے یا جو اس کی تعریف وضع ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ رحمٰن خدا کے معنے ہیں انعام کرنے والا اور فضل و احسان کرنے والا، مہربانی سے توجہ کرنے والا اور رزق دینے والا۔ اور یہ جو احسان اور انعام اور فضل اور مہربانی کرنا اور رزق دینا ہے یہ ہر چیز پر حاوی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’فیضان رحمانیت ہر ذی روح پر محیط ہو رہا ہے‘‘۔

علامہ فخرالدین رازی لکھتے ہیں کہ اَلرَّحْمٰن وہ ایسے انعام کرنے والی ہستی ہے کہ بندوں میں ایسے انعامات کی مثال ممکن نہیں۔

رحمانیت کے جلوے کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن ادھم کے بارے میں بیان ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مَیں کسی کے ہاں مہمان تھا تو انہوں نے میرے سامنے کھانا رکھا۔ کھانا کھا رہے

تھے کہ اتنے میں ایک کوّا آیا اور میرے سامنے سے ایک روٹی اُٹھا کر لے گیا۔ کہتے ہیں کہ مَیں بڑا حیرت زدہ ہوکراس کے پیچھے پیچھے چل پڑا کہ دیکھوں یہ کیا کرتا ہے، کہاں لے جاتا ہے۔تو وہ ایک ٹیلے پر اترا جہاں ایک آدمی بندھا ہوا پڑا تھا، کسی آدمی کو باندھ کے کسی اونچی جگہ پر کسی اونچے ٹیلے یا پہاڑی پہ رکھا ہوا تھا، اس کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔تو مَیں نے دیکھا کہ کوّے نے روٹی اس بندے کے آگے پھینک دی۔ (تفسیر کبیر از علامہ فخرالدین رازی تفسیر سورۃ الفاتحہ الفصل الثالث فی تفسیر قولہ الرحمن الرحیم)

رحمانیت کا یہ ایک جلوہ انہوں نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔

پھر ایک واقعہ انہوں نے لکھا ہے کہ مَیں دریا کے کنارے کھڑا تھا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ موٹا سا بچّھو آیا اور دریا میں ایک بڑا سا مینڈک تھا، بچّھو اس کے اوپر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ مَیں بھی کشتی میں بیٹھ کراس کے ساتھ چل پڑا کہ دیکھوں یہ کہاں جاتے ہیں۔تو عجیب واقعہ ہوا ہے کہ اگلے کنارے پر پہنچ کے بچّھو وہاں سے اترا اور ایک طرف چل پڑا مَیں بھی پیچھے پیچھے گیا، تو دیکھا کہ درخت کے نیچے ایک آدمی سو رہا تھا اور ایک سانپ اس پہ حملہ کرنے والا تھا، بچّھو نے جا کراس کو ڈنگ مارا اور سانپ نے بچّھو کو کاٹا۔ دونوں مر گئے اور آدمی بچ گیا۔تو یہ بھی انہوں نے ایک قصے میں بیان کیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ رب کے بعد دوسری صفت رحمٰن کی ہے اور بعض معنے ایسے ہیں جو ربّ میں بھی آ رہے تھے۔ ربّ کے معنے اصل یہ ہیں کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنے والا اور پرورش کرنے والا، تمام زمین و آسمان کی پیدائش اس میں شامل ہے اور رحمان کے معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ کئے ہیں کہ ”وہ بغیر کسی اجر کے نعمتیں مہیا کر رہا ہے“۔ اس کی ایک مثال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ نے یہ دی ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ سورہ فاتحہ میں جو اللہ تعالیٰ کی صفات اربعہ بیان ہوئی ہیں یعنی جو چار صفات بیان ہوئی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چاروں صفات کے مظہر کامل تھے۔ مثلاً پہلی صفت رب العالمین ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مظہر ہوئے جب کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:108) جیسے ربّ العالمین عام ربوبیت کو چاہتا ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیوض و برکات اور آپ کی ہدایت و تبلیغ کل دنیا اور کل عالموں کے لئے قرار پائی۔

پھر دوسری صفت رحمٰن کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے بھی کامل مظہر ٹھہرے کیونکہ آپ کے فیوض و برکات کا کوئی بدل اور اجر نہیں۔ یہاں ایک اور بات ہوگئی، پیچھے کسی لغت میں کسی بیان کرنے والے مفسر نے لکھا کہ رحمٰن صرف خدا کے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رحمٰن کی صفت انسانوں میں بھی ہوسکتی ہے اور انسان کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سب سے زیادہ ہے۔ بلکہ آپؑ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کہ ایک عام آدمی بھی اس کا نمونہ بنتا ہے اور اس کو یہ نمونہ دکھانا چاہئے۔ اس کے لئے آپؑ نے مثال دی ہے کہ جو کام تم بغیر کسی اجر کے کرتے ہو، لوگوں کی بھلائی کے لئے خدمت خلق کا کام کرتے ہو وہ اسی صفت کے تابع ہو کر کرتے ہو، اور کرنا چاہئے۔ بلکہ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ جنہوں نے میری بیعت کی ہے اگر وہ اس صفت کو نہیں اپناتے تو اپنی بیعت میں اور وعدے میں جھوٹے ہیں۔ پس اس طرف بھی ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے۔

خدمت خلق کے سلسلے میں ضمناً بات آ گئی ہے تو کہہ دوں کہ جماعت میں غریبوں کی شادیوں کے سلسلہ میں، علاج کے سلسلے میں، تعلیم کے سلسلے میں ایک نظام رائج ہے۔ بچوں کی شادیوں کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مریم فنڈ جاری فرمایا تھا۔ یہ بڑی اچھی، بہت بڑی خدمت خلق ہے، جماعت کے افراد کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ پھر مریضوں کا علاج ہے، خاص طور پر غریب ملکوں میں، پاکستان میں بھی افریقن ممالک میں بھی اور دوسرے غریب ممالک میں بھی اس طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس فنڈ میں خدمت خلق کے جذبہ سے پیسے دیں، چندہ دیں صدقات دیں تو اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو اپنانے کی وجہ سے اس کی رحمانیت سے بھی زیادہ سے زیادہ فیض پائیں گے۔ پھر اسی طرح تعلیم ہے، بچوں کی تعلیم پر بڑے اخراجات ہوتے ہیں، بڑی مہنگائی ہے۔ اس کے لئے جن کو توفیق ہے ان کو دینا چاہئے۔ اسی طرح بات چلی ہے تو مَیں ذکر کر دوں پاکستان میں بھی، ربوہ میں بھی اور افریقہ میں بھی جماعت کے ہسپتال ہیں، وہاں ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کو گو کہ تنخواہ بھی مل رہی ہوتی ہے اور ایک حصہ بھی مل رہا ہوتا ہے لیکن شاید باہر سے کم ہو۔ تو بہرحال خدمت خلق کے جذبے کے تحت ڈاکٹروں کو بھی اپنے آپ کو وقف کرنا چاہئے۔ چاہے تین سال کے لئے کریں، چاہے پانچ سال کے لئے کریں یا ساری زندگی کے لئے کریں۔ لیکن وقف کر کے آگے آنا چاہئے اور یہی چیزیں ہیں جو پھر ان کو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کریں گی اور ان پر اتنے فضل ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت ان پر جلوہ گر ہوگی۔ اور پھر ایسے ایسے طریقوں سے اللہ تعالیٰ رحمانیت کی صفت دکھاتا ہے، جیسا کہ مَیں نے پہلے دو واقعات بیان کئے کہ کس طرح مدد کرتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”لفظ الرحمٰن کے ایک اپنے بھی خاص معنے ہیں..........اور وہ یہ ہیں کہ اذن الٰہی سے صفت الرحمٰن کا فیضان انسان اور دوسرے حیوانات کو قدیم زمانے سے حکمت الٰہیہ کے اقتضاء اور جوہر قابل کی قابلیت کے مطابق پہنچتا رہا ہے“۔ کیا ہے رحمٰن کا خاص معنی؟ کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے صفت الٰہی کا، صفت رحمان کا جو فیض ہے، جو فائدہ ہے وہ انسان کو بھی پہنچ رہا ہے اور حیوانات کو بھی پہنچ رہا ہے اور ہمیشہ سے پہنچ رہا ہے یا جس چیز کو بھی ضرورت ہے، یہ عام فیض ہے۔ فرمایا ”حکمت الٰہیہ کے اقتضاء اور جوہر قابل کی قابلیت کے مطابق پہنچتا رہا ہے، نہ کہ مساوی تقسیم کے طور پر۔ اور اس صفت رحمانیت میں انسانوں یا حیوانوں کے قویٰ کے کسب اور عمل اور کوشش کا کوئی دخل نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا خالص احسان ہے“۔ تو یہ فیض ہے جو عام ہے، ہر ایک کو پہنچ رہا ہے۔

پھر فرمایا کہ ”جس سے پہلے کسی کا کچھ عمل بھی موجود نہیں ہوتا اور یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عام رحمت ہے، جس میں ناقص یا کامل شخص کی کوششوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ صفت رحمانیت کا فیضان کسی عمل کا نتیجہ نہیں ہے اور نہ کسی استحقاق کا ثمرہ ہے“ نہ کسی کا حق ہے جس کا یہ پھل مل رہا ہے ”بلکہ یہ ایک خاص فضل ایزدی ہے جس میں فرمانبرداری یا نافرمانی کا دخل نہیں“۔ بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں، جن سے فرمانبردار بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور نافرمان بھی بلکہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے جو مشرک ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے مَیں نہیں بخشوں گا وہ بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں ” اور یہ فیضان ہمیشہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور ارادے کے مطابق نازل ہوتا ہے، اس میں کسی اطاعت، عبادت، تقویٰ اور زہد کی شرط نہیں۔ اس فیض کی بنا مخلوق کی پیدائش، اس کے اعمال، اس کی کوشش اور اس کے سوال کرنے سے پہلے ہی رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس فیض کے آثار انسان اور حیوان کے وجود میں آنے سے پہلے ہی پائے جاتے ہیں۔ اگرچہ یہ فیض تمام مراتب وجود اور زمان و مکان اور حالتِ اطاعت و عصیان میں جاری و ساری رہتا ہے“۔ یہ فیض جو ہے یہ ہر حالت میں جاری ہے۔ اطاعت کرو، گناہ کرو، نافرمانی کرو، ہر حالت میں جاری ہے۔ فرمایا کہ ” کیا آپ نہیں دیکھتے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت نیکوکاروں اور ظالموں سب پر وسیع ہے۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس کا چاند اور اس کا سورج اطاعت گزاروں اور نافرمانوں سبھی پر چڑھتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس کے مناسب حال قویٰ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اور اس نے ان سب کے معاملات کا ذمہ لیا ہے۔ اور کوئی بھی جاندار نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمّہ ہے خواہ وہ آسمانوں میں ہو یا زمین میں۔ اُسی نے ان کے لئے درخت پیدا کئے اور ان درختوں سے پھل پھول اور خوشبوئیں پیدا کیں۔ اور یہ ایسی رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی پیدائش سے پہلے ہی ان کے لئے مہیا فرمایا۔ اس میں متقیوں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہے۔ یہ نعمتیں بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی حق کے اس بے حد مہربان اور عظیم خالق عالم کی طرف سے عطا ہوئی ہیں اور اس عالی بارگاہ سے ایسی اور بھی بہت سی نعمتیں بخشی گئی ہیں جو شمار سے باہر ہیں۔ مثلاً صحت قائم رکھنے کے لئے ذرائع پیدا کرنا اور ہر بیماری کے لئے علاج اور دواؤں کا پیدا کرنا، رسولوں کا مبعوث کرنا اور انبیاء پر کتابوں کا نازل کرنا، یہ سب ہمارے رب ارحم الراحمین کی رحمانیت ہے۔ یہ خالص فضل ہے جو کسی کام کرنے والے کے کام یا گریہ وزاری یا دعا کے نتیجے میں نہیں ہے“۔

(اعجاز المسیح ۔ روحانی خزائن جلد 18صفحہ92-95 تفسیر حضرت مسیح موعودعلیہ السلام جلد اوّل صفحہ42-44)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس طرح رحمان خدا ہماری دنیاوی ضروریات پوری کر رہا ہے ان کے لئے ہمیں مختلف چیزوں سے نوازتا ہے اور اس کا یہ فیض عام ہے۔ اس کی پیدا کی ہوئی بعض چیزوں سے امیر و غریب سب برابر کا حصہ لے رہے ہیں۔ اسی طرح روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بھی خدا تعالیٰ نے اپنی صفت رحمانیت کے تحت ہی انسانوں کی اصلاح کے لئے ان کو نیکیوں پر قائم رکھنے کے لئے سلسلہ نبوت و رسالت جاری فرمایا ہوا ہے۔

قرآن کریم میں بے شمار آیات میں اس صفت رحمٰن کا ذکر ہے اور اس حوالے سے بہت سی جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ انبیاء نے بھی جب بھی نیکیوں کی تلقین کی ہے ہمیشہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حکم پا کر یہی اعلان کیا ہے کہ ہم جو بھی تمہیں نیکی کی باتیں بتا رہے ہیں، اللہ کی طرف بلا رہے ہیں، اس محسن کی طرف بلا رہے ہیں، رحمٰن خدا کی طرف بلا رہے ہیں اس کے بدلے میں ہم تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے بلکہ یہ سب کچھ تمہاری بھلائی کے لئے تمہیں بتایا جا رہا ہے کہ صرف اس دنیا کے انعاموں سے فائدہ نہ اٹھاتے رہو، ناشکرے نہ بنو بلکہ اس کی طرف جھکو بھی۔ ٹھیک ہے کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت کے نظارے اس دنیا میں ہر ایک کے لئے ہیں اور وہ دکھاتا چلا جائے گا چاہے اس کا شکرگزار بن رہے ہو یا نہیں۔ اس کی بعض چیزیں عام ہیں۔ ہر ایک کے لئے اس کا فیض ہے۔ لیکن یہ چیزیں اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئیں یا مائل کرنے والی ہونی چاہئیں کہ اس کی عبادت کرو، اس کے حکموں پر عمل کرو۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ یہی فرمایا ہے کہ تمہاری جو بحث ہو رہی ہے کہ انکار کے باوجود، میری نافرمانیوں کے باوجود، جس سے ہر ایک فیض پا رہا ہے یہ اس صفت رحمانیت کا جلوہ ہے۔ اگر رحمانیت نہ ہوتی تو انسانوں کی اکثریت اپنے

ظلموں کی وجہ سے تباہ ہوجاتی۔

ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے کہ کَذٰلِکَ اَرْسَلْنٰکَ فِیْ اُمَّۃٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِھَا اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا عَلَیْھِمُ الَّذِیْ اَوْحَیْنَا اِلَیْکَ وَھُمْ یَکْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ ھُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ مَتَابِ (الرعد:31) یعنی اسی طرح ہم نے تجھے ایسی امت میں بھیجا جس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی تھیں تا کہ تو ان پر وہ تلاوت کرے جو ہم نے تیری طرف وحی کیا حالانکہ وہ رحمٰن کا انکار کر رہے ہیں، تو کہہ دے وہ میرا رب ہے۔ میرا کوئی معبود اس کے سوا نہیں۔ اس پر مَیں توکل کرتا ہوں اس کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔

اس آیت سے دو آیتیں پہلے کافروں نے سوال اٹھایا تھا کہ ہمارے انکار کی وجہ سے ہمیں نشان کیوں نظر نہیں آتا؟ تو اس کا ایک جواب تو وہیں اسی وقت دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے ہلاک کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، بعض دفعہ نشان دکھا کر ہدایت دیتا ہے۔ تو یہاں پر یہ بتایا کہ اے انکار کرنے والو! تم لوگ اپنے انکار کے بدلے میں سزا یا نشان چاہتے ہو تو واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کی جو صفت رحمانیت ہے یہ نشانات کو ٹال رہی ہے۔ اور تم یہ کہہ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نشان کیوں نہیں دکھاتا؟ تو یہ صرف اس لئے نہیں ہو رہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں مہلت دے رہا ہے بلکہ اپنی رحمانیت کے جلوے دکھا رہا ہے۔ ورنہ اگر یہ صفت نہ ہوتی تو تمہاری حرکتیں دیکھ کر کبھی کا میں تمہیں تباہ و برباد کر چکا ہوتا۔

پھر حضرت موسیٰؑ کی قوم کا ذکر ہے۔ جب انہوں نے رحمان خدا کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود بنایا تو حضرت ہارونؑ نے انہیں رحمٰن خدا کا حوالہ دے کر توجہ دلائی تھی کہ وَلَقَدْ قَالَ لَھُمْ ھٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ یٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِہٖ وَاِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِیْ وَاَطِیْعُوْٓا اَمْرِیْ (طٰہٰ: 91) اس کا ترجمہ ہے کہ حالانکہ ہارونؑ اس سے پہلے ان سے کہہ چکا تھا کہ اے میری قوم تم اس کے ذریعہ سے آزمائے گئے ہو یقیناً تمہارا رب بے انتہا رحم کرنے والا ہے۔ پس تم میری پیروی کرو اور میری بات مانو۔

تو حضرت ہارون نے یہی کہا کہ رحمٰن خدا کو چھوڑ کر اس آزمائش اور ابتلاء میں کیوں پڑ رہے ہو۔ بچھڑے کو معبود بنا کر، شرک قائم کر کے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو کیوں دعوت دے رہے ہو۔ اتنے نظارے دیکھنے کے بعد بھی، اتنے انعامات دیکھنے کے بعد بھی تمہیں عقل نہیں آ رہی۔ اللہ تعالیٰ نے تو بہت بڑا احسان کیا کہ اپنی رحمانیت کے جلوے تمہیں دکھا رہا ہے، مختلف موقعوں پر تمہیں دکھائے اور تم نے اس کو چھوڑ کر ایک کھوکھلی چیز کو معبود بنایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت جو ہے اس کی وجہ سے تم لوگ بچے ہوئے ہو ورنہ یہ جو حرکت ہے وہ تمہیں تباہ کرنے والی حرکت ہے۔ یہ بہت بڑا ظلم ہے جس سے تباہ ہو سکتے ہو۔ اور فرماتے ہیں کہ عقل کرو اور میری پیروی کرو۔ میری بات مانو اور سیدھے راستے پر آ جاؤ۔

پس یہ رحمان خدا کے احسان ہیں جو وقتاً فوقتاً انبیاء کے ذریعہ سے قوموں کی راہنمائی فرماتا رہتا ہے۔ اور آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر تمام دنیا کی راہنمائی کے لئے بھیجا اور پھر اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر راہنمائی فرمائی۔

سورہ فرقان میں آتا ہے وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا (الفرقان :61) اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کے حضور سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن ہے کیا چیز؟ کیا ہم اس کو سجدہ کریں جس کا تُو ہمیں حکم دیتا ہے۔ اور ان کو اس بات نے نفرت میں اور بھی بڑھا دیا۔

پھر اگلی آیات میں ہے تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْھَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا۔ وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا (الفرقان:62-63) بس ایک وہی برکت والا ثابت ہوا جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس آسمان میں ایک روشن چراغ یعنی سورج اور ایک چمکتا ہوا چاند بنایا۔ اور وہی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے بعد آنے والا بنایا۔ اس کے لئے جو چاہے نصیحت حاصل کرے یا جو شکر کرنا چاہے۔

پھر فرمایا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان آیت 64) اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو جواباً کہتے ہیں سلام۔

تو ان آیات میں کافروں کو جواب دیا گیا ہے کہ تم رحمٰن خدا کے بارے میں پوچھتے ہو کہ وہ کون ہے۔ رحمٰن خدا وہ ہے جس نے آسمان میں سورج اور چاند پیدا کئے جو تمہارے فائدہ کے لئے ہیں۔ سورج اور چاند ہے جس کی روشنی سے تمہاری اور نباتات کی زندگی وابستہ ہے۔ تمہاری مادی زندگی بھی اسی رحمٰن سے وابستہ ہے اور تمہاری روحانی زندگی بھی اسی رحمٰن سے وابستہ ہے۔ اور اس زمانے میں بھی جو آج کا ہمارا زمانہ ہے یہی سوال اٹھتا ہے، گو مُنہ سے نہ سہی اپنے عمل سے، اپنے فعل سے۔ تو اس زمانے میں بھی جو روحانی سورج آج سے چودہ سو سال پہلے طلوع ہوا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا تھا، اس سے روشنی پا کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ روشنی آگے پھیلائی ہے۔ اس لئے اس زمانے میں بھی اس کو قبول کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ چاند بھیجا اس کو قبول کرو ورنہ جیسا کہ مَیں نے کہا، قبول نہ کرنے والے بھی اصل میں آجکل یہی سوال کر رہے ہوتے ہیں کہ کون رحمان خدا؟۔ ایک طرف اظہار ہے کہ مسلمانوں کی حالت بری ہے، کسی مصلح کو آنا چاہئے، کسی نبی کو آنا چاہئے دوسری طرف عملاً اللہ تعالیٰ کی صفت سے ہی انکار کر رہے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے بعد، اس روشنی کے بعد جو لمبے عرصہ کے لئے ایک اندھیرا چھایا تھا اور اب پھر اس زمانے میں اس اندھیرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت میں روشنی عطا کی ہے، یہ رحمٰن خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی روشنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جو یہ صفت رحمانیت ہے اس کا انکار کرنے کی بجائے اس سے فائدہ اٹھاؤ اور قبول کرو۔ کیونکہ اگر نہیں کرتے جیسا کہ مَیں نے کہا، تو لاشعوری طور پر خدا کی اس صفت کا انکار ہوگا۔ ہم وہ خوش قسمت ہیں کہ جنہوں نے مان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق بخشی لیکن صرف اسی پہ راضی نہیں ہو جانا بلکہ اب یہ ہمارا کام ہے، ہمیں یہ حکم ہے، عاجزی کے ساتھ، عاجزی اختیار کرتے ہوئے خدا کی عبادت کرو، عبادتوں پر زور دو اور جو مخالفین کے تکبر کا جواب ہے وہ نرمی اور ملائمت اور سلام سے دو، ان کے لئے دعا کرو کیونکہ یہی رحمٰن خدا کے بندوں کا کام ہے۔

ان آیات کی تشریح میں جو مَیں نے پہلے پڑھی تھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ اَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَھُمْ نُفُوْرًا تَبٰرَکَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْھَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا وَھُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّذَّکَّرَ اَوْ اَرَادَ شُکُوْرًا وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجٰھِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان آیت 61-64)‘‘۔

یہ ساری آیات لکھنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’یعنی کافروں اور بے دینوں اور دہریوں کو کہا جاتا ہے کہ تم رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ رحمٰن کے نام سے متنفر ہو کر بطور انکار سوال کرتے ہیں کہ رحمٰن کیا چیز ہے؟۔ (پھر بطور جواب فرمایا) رحمٰن وہ ذات کثیر البرکت اور مصدر خیرات دائمی ہے‘‘۔ یعنی وہ بے انتہا برکتوں والی ذات ہے اور اسی سے تمام بھلائیاں اور خیر پھوٹتی ہیں جو ہمیشہ رہنے والی ہیں ۔’’جس نے آسمان میں برج بنائے۔ برجوں میں آفتاب اور چاند کو رکھا ہے‘‘۔ کائنات بنائی اس میں سورج اور چاند کو رکھا’’ جو کہ عامہ مخلوقات کو بغیر تفریق کافر و مومن کے روشنی پہنچاتے ہیں۔ اسی رحمٰن نے تمہارے لئے یعنی تمام بنی آدم کے لئے دن اور رات بنائے جو کہ ایک دوسرے کے بعد دورہ کرتے رہتے ہیں۔ تا جو شخص طالب معرفت ہو وہ ان دقائق حکمت سے فائدہ اٹھاوے‘‘۔ ان گہری باتوں سے حکمت کی، عقل کی باتوں سے فائدہ اٹھائے۔’’ اور جہل اور غفلت کے پردہ سے خلاصی پاوے۔ اور جو شخص شکر نعمت کرنے پر مستعد ہو وہ شکر کرے۔ رحمٰن کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بردباری سے چلتے ہیں‘‘۔ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور اس کی طرف بہت توجہ ہونی چاہئے۔ پھر فرمایا’’ رحمان کے حقیقی پرستار وہ لوگ ہیں کہ جو زمین پر بُردباری سے چلتے ہیں‘‘۔ جو نرمی سے چلتے ہیں، جو عاجزی سے چلتے ہیں ’’اور جب جاہل لوگ ان سے سخت کلامی سے پیش آئیں تو سلامتی اور رحمت کے لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں‘‘۔ یعنی اگر کوئی سختی سے پیش آتا ہے تو سلام کہہ کر اور نرمی سے رحمت کے الفاظ استعمال کر کے ان کو جواب دیتے ہیں۔ ان لفظوں سے ان کا معاوضہ کرتے ہیں۔ نرمی سے ان کو جواب دیتے ہیں۔’’ یعنی بجائے سختی کے نرمی اور بجائے گالی کے دعا دیتے ہیں‘‘۔ اب احمدیوں کو بے انتہا گالیاں پڑتی ہیں، گالیوں کا جواب گالیوں سے نہیں دیا جاتا بلکہ دعا دیتے ہیں۔’’ اور تشبہ باخلاق رحمانی کرتے ہیں‘‘۔ اللہ تعالیٰ کے جو اخلاق ہیں وہ ان کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں’’ کیونکہ رحمان بھی بغیر تفریق نیک و بد کے اپنے سب بندوں کو سورج اور چاند اور دوسری بیشمار نعمتوں سے فائدہ پہنچاتا ہے۔

پس ان آیات میں خدا تعالیٰ نے اچھی طرح کھول دیا کہ رحمان کا لفظ ان معنوں کر کے خدا پر بولا جاتا ہے کہ اس کی رحمتِ وسیع عام طور پر ہر یک بُرے بھلے پر محیط ہو رہی ہے۔ جیسا کہ ایک جگہ اور بھی اسی رحمت عام کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ عَذَابِیْ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف:157) یعنی میں اپنا عذاب جس کو لائق اس کے دیکھتا ہوں پہنچاتا ہوں۔ اور میری رحمت نے ہر یک چیز کو گھیر رکھا ہے‘‘۔ تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمانیت کی وجہ سے معاف کرنے کی طرف زیادہ راغب ہے۔

’’اور پھر ایک اور موقعہ پر فرمایا قُلْ مَنْ یَّکْلَؤُکُمْ بِالَّیْلِ وَالنَّھَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ (الانبیاء:43) یعنی ان کافروں اور نافرمانوں کو کہہ کہ اگر خدا میں صفت رحمانیت کی نہ ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ تم اس کے عذاب سے محفوظ رہ سکتے۔ یعنی اس کی رحمانیت کا اثر ہے کہ وہ کافروں اور بے ایمانوں کو مہلت دیتا ہے اور جلد تر نہیں پکڑتا‘‘۔ بعض لوگ سوال کر دیتے ہیں نا کہ جماعت پر، احمدیوں پر اتنے ظلم ہو رہے ہیں کیوں عذاب نہیں آتا؟ تو اصل میں تو اللہ تعالیٰ اپنی رحمانیت کے جلوے دکھاتا ہے۔

’’پھر ایک اور جگہ اسی رحمانیت کی طرف اشارہ فرمایا ہے اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ فَوْقَھُمْ صٰٓفّٰتٍ وَّیَقْبِضْنَ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ (الملک:20) یعنی کیا ان لوگوں نے اپنے سروں پر پرندوں کو اڑتے

ہوئے نہیں دیکھا کہ کبھی وہ بازو کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور کبھی سمیٹ لیتے ہیں۔ رحمان ہی ہے کہ ان کو گرنے سے تھام رکھتا ہے''۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 447-450حاشیہ نمبر 11)

تو اللہ تعالیٰ کا جو یہ فیض ہے وہ ہر چرند پرند ہر ذی روح پر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا حاوی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رحمٰن خدا کی پہچان کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کا فیض عام اور اس کی رحمت جو ہر چیز پر حاوی ہے، ہمیں اس کی عبادت کی طرف مزید توجہ دلانے والی ہو اور پھر اس فیض کو اپنی زندگیوں پر لاگو کر کے، بے لوث ہو کر ہم حقوق العباد ادا کرنے والے بنیں۔ اُن لوگوں کی اصلاح کی بھی فکر کریں جو ہمیں گالیاں دیتے ہیں۔ یہ لوگ بات سننے کو تیار نہیں ہیں لیکن جو ایسے سخت دل لوگ ہیں ان کے لئے دعا تو کر سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری دعائیں رنگ لائیں (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ دل ایک دن نرم ہو جائیں اور انشاء اللہ ہوں گے۔ اس سلسلے میں بھی بہت دعا کرنی چاہئے۔ انسانیت کے لئے عموماً کہ وہ حق کو پہچانیں اور امت مسلمہ کے لئے خصوصاً کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو رحمۃ للعالمین کی طرف منسوب کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان لوگوں کو تباہی اور بربادی سے بچا لے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔ ایک دعا کے لئے مَیں نے کہنا تھا انشاء اللہ دو تین دن تک میں جرمنی کے سفر پر جا رہا ہوں وہاں انہوں نے کافی بھرپور جماعتی پروگرام بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کے جلسے کا آخری خطاب بھی 28 دسمبر کو وہیں سے ہوگا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر بھی بابرکت فرمائے اور پروگرام میں بھی ہر طرح کامیابی عطا فرمائے۔

ہم کون ہیں؟

[(پروفیسر) محمد شریف خان۔ امریکہ]

حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ السلام کے صحابی، حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی قدسی رضی اللہ عنہ ایک جیّد عالم، باعمل صوفی، صاحبِ رؤیاء وکشوف، اعلیٰ پایہ کے مناظر اور مشہور مبلغِ سلسلہ عالیہ احمدیہ تھے۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی راہنمائی میں ہندوستان بھر میں زبردست تبلیغی مہمات سر کیں جن کا کچھ تذکرہ آپ نے اپنی سوانح ''حیاتِ قدسی'' میں تحریر فرمایا ہے۔

مولانا مرحوم کی درجِ ذیل فارسی نظم "ہم کون ہیں 1937ء میں روزنامہ الفضل میں چھپی تھی۔ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب رضی اللہ عنہ کو یہ نظم بہت پسند تھی اور آپ کو زبانی یاد تھی۔ اس نظم کے لکھنے کے موقع کے بارے میں حضرت مولانا تحریر فرماتے ہیں:

''جب مخالفین نے بار بار چیلنج دیا اور احمدیت کی تخفیف اور تذلیل کی کوشش کی تو مَیں نے احمدیت کی شان کے اظہار کے لئے یہ نظم کہی''۔

(حیاتِ قدسی۔ حصہ پنجم۔ صفحہ 49 مطبوعہ حکیم محمد عبداللطیف شاہد۔ لاہور)

یہ نظم گہرے تصوف اور فلسفیانہ مضامین کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ اور آپ نے بہت مناسب الفاظ میں ہر احمدی کے دل کی آواز کو مخالفوں تک پہنچایا ہے۔ فجزاہ اللّٰہُ احسن الجزاء۔ میری اخذ کردہ معلومات کے مطابق اس لطیف مطالب سے پُر فلسفیانہ نظم کا ابھی تک اردو میں ترجمہ نہیں ہوا۔ اگر محترم ملک صفی اللہ صاحب (انٹاریو۔کینیڈا) محترمہ پروفیسر رشیدہ تسنیم صاحبہ (فلاڈلفیا۔امریکہ) اور محترم پروفیسر میاں لطف الرحمان صاحب محمود (ٹیکساس۔ امریکہ) کے علمی اور قلمی تعاون کے ساتھ اس بلند پایہ نظم کا تشریحی مفہوم اُردو میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو قبول فرمائے۔ امید ہے اُردو دان احباب اس سے مستفید ہوں گے۔

ما نفخۂ صُور یم بصد شورشِ محشر
ما جلوۂ طُور یم بصد منظرِ مُوسیٰ
ما نقدِ اثر از دمِ اعجازِ مسیحیم
ما محیِ اصحابِ قبور یم چو عیسیٰ

ہماری تبلیغِ حق نے دنیا میں ایک حشر برپا کر دیا ہے۔ ہم میں خدا تعالیٰ کا جلوہ اُسی طرح نظر آتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کو طُور پر نظر آیا تھا۔

ہمیں (مسیحِ دوراں پر ایمان لانے کے باعث) مُردے زندہ کرنے کا اعجاز عطا کیا گیا ہے۔ ہم نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرح صدیوں پرانے روحانی مُردوں کو (جو غلط عقائد اور بے عملی کی قبروں میں پڑے ہوئے تھے) زندہ کر دیا ہے۔

ما از پئے احیاءِ جہاں جان نثا ریم
ما جانِ جہانیم و فدائیم بہ احیاء
ما از پئے ایں دورِ جدیدیم اساسے
ما دستِ قضائیم بہ تعمیرِ بنا ھا

ہم دنیا کو زندگی بخشنے کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ہمارے پاس دنیا کے لئے زندگی بخش پیغام ہے جسے پھیلانے کے لئے ہم نے سر دھڑ کی بازی لگا دی ہے۔

ہمارے ہاتھوں سے دورِ جدید کی بنیاد خدا تعالیٰ کی مشیّت سے رکھی جا رہی ہے (ہمیں سچائی پھیلانے کے لئے قدرت نے اس زمانے میں چنا ہے)۔

آں رسمِ قتیلانِ محبّت کہ کہن گشت
ما تازہ کنیم از سرِ نو دار و رسن را
آں منزلِ خُوں بار کہ شُد مقتلِ عشّاق
از مقصدِ ما ہست بصد جوشِ تمنّا

گو دنیا محبت الٰہی سے سرشار ہو کر جان قربان کرنے والوں کی روایات کو بھول گئی ہے، مگر ہم نے قرونِ اولیٰ کی ان روایات کو ازسرِ نو تازہ کر دیا ہے۔

حق و صداقت کے عاشق جہاں اپنی جانیں نثار کرتے رہے ہیں، اُسی قربان گاہ تک رسائی تو ہماری زندگی کا نصب العین ہے۔

از بہرِ رُخے غازہ ز خُونابۂ عشق است
زانست کہ سر بر دمِ تیغ است قلم را
ہر جا کہ بعزمیم کفن بستہ بدوشیم
خوش مسلکِ خُونیں است پئے عاشقِ شیدا

عاشقوں کی شاندار قربانیوں سے ہی تو معشوق کی شان ظاہر ہوتی ہے، اسی لئے ہم اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے ہر وقت تلوار کی دھار کے منتظر رہتے ہیں۔

ہم اپنا مقصد حاصل کرنے کے لیئے ہر وقت کفن بر دوش رہتے ہیں، کیوں کہ سچے عاشقوں کا مذہب ہی ہر وقت قربانی کے لئے تیار رہنا ہے۔

مرگ است بہ احیائے کسے فدیۂ عشّاق
ایں موت حیات است دریں رسمِ تولّا
آں راز کہ مے بود نہاں دوش بہ عارف
امروز عیاں گشت بہر محفلِ اعداء

قدیم سے محبت کرنے والے اپنے محبوب کی رضا اور قُرب جوئی کیلئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے چلے آئے ہیں اور یوں انہوں نے اپنی موت سے ابدی حیات پائی ہے۔

کل تک (یعنی زمانہ مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے) لقاءِ الٰہی ایک راز تھا جو کچھ ہی راز دانوں کو معلوم تھا۔ مگر آج یہ راز ہر دوست و دشمن پر (مسیحِ موعودؑ کی برکت سے) عیاں ہو چکا ہے۔

ما کافرِ نو ایم و بحق مسلمِ نَو ایم
ما از پئے ہر باطل و حقّیم تما شا
ما سرِّ نہا نیم بصد پردۂ ظلمات
ما نُورِ عیانیم زِ ہر منظرِ اسنٰے

ہمیں کافر اور مرتد قرار دیا جاتا ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہم تو اب مسلمان ہوئے ہیں، ہماری سچائی ہر دوست اور دشمن پر عیاں ہے۔

ہم تاریکی کے دبیز پردوں میں چھپے راز تھے۔ لیکن اب ہمارا نور ہر طرف ظاہر و باہر ہے۔

در منزلِ خاکیم و کم از خاک و حقیریم
بر مسندِ افلاک بَصد دَولتِ عُلیا
ما ساقیِ عہدیم و ہم مست الستیم
ما جام بدستیم بہر طالبِ مَولا

ہم دنیا میں حقیر اور ذلیل خیال کئے جاتے ہیں، جبکہ ہمیں خدا تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ مرتبہ حاصل ہے۔

ہم اس دور کے ساقی ہیں۔ اور مئے الست سے سرشار ہیں اور ہر طالبِ حق کو پلانے کے لئے یہ جام لئے بیٹھے ہیں۔

ما از پئے ہر تشنہ لبے آبِ حیا تیم
ما آبِ حیا تیم بصد نشّۂ صہباء
ما از پئے ہر درد دوا ئیم و شفا ئیم
ما فضلِ خُدا ئیم پئے چا رۂ مرضا

ہر پیاسے کے لئے زندگی کا جام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے زندگی بخش جام میں خدا کی محبت کی گہری مستی اور کیف ہے۔

ہمارے پاس اللہ کے فضل سے ہر دکھ اور درد کی دوا موجود ہے۔

ما منجئیِ ہر غرقۂ طوُفانِ ضلالیم
ما کشتیءِ نوحیم دریں سیلِ بلا ہا
ما صحبِ بنی احمد موعود خدائیم
ما حزبِ خدائیم پئے شوکتِ طٰہٰ

ہم طُوفانِ گمراہی میں ہر ڈُوبنے والے کے نجات دہندہ ہیں۔ اِس زمانے کے مصائب کے طُوفان سے بچاؤ کے لئے ہم نُوح علیہ السلام کی کشتی ہیں۔

ہم احمدِ موعود علیہ السلام کے بیٹے (مصلحِ موعودؓ) کے ساتھ ہیں۔ ہم خدا کی جماعت ہیں اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے کمربستہ ہیں۔

ما بانگِ صفیریم بصد جذبِ جہانگیر
تا جمع کنیم از رہے مرغانِ حرم را
ما کاسرِ اصنام و صلیبیم بحجّت
ما حُجّتِ حقّیم چو صد نیّرِ بیضاء

ہم خدائی پرندے ہیں ہماری دنیا بھر میں گونجتی ہوئی محبت بھری آواز پر دنیا کے کونے کونے سے ربِّ کعبہ کی محبت میں سرشار پرندے جمع ہو رہے ہیں۔

ہم سورج جیسی چمکدار سچی اور قطعی دلیلوں کے ساتھ بتوں اور صلیبوں کو توڑنے والے ہیں۔

ما قاتلِ خنزیر و شریریم بہ ہر سُو
ما دافعِ ہر فتنہ و شرّیم زِ ہر جا
ما طاقتِ ہر علم و ہدائیم بہ تقدیس
ما قوّتِ تقدیس خدائیم بہ دنیا

ہم ہر طرف دلیل و بُرہان کے ساتھ خنزیر صفت شریروں کا مقابلہ کر کے ہر جگہ سے شر اور فساد مٹانے والے ہیں۔ ہماری طاقت، علم اور راہنمائی کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی پاکیزگی کی قُوّت ہے۔ ہمارا وجود دنیا میں خدا تعالیٰ کی تقدیس کی تاثیر و برکت سے قائم ہے۔

ما مظہرِ آیاتِ جمالیم و جلالیم
ما ہادی و نوریم در فتنۂ صمّاء
ما سرِّ وجود از پئے تکوینِ خدا ئیم
ما نورِ شہودیم بہر مشہدِ اجلیٰ

ہم (احمدی) حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالی اور جمالی دونوں شانوں کے صرف گواہ ہی نہیں بلکہ ان سے فیض یاب بھی ہیں۔ ہم اس پُرفتن دور میں اندھیروں میں بھٹکتے لوگوں کی ہدایت و نجات کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔

مارے وجود کا اصل مقصد خدا تعالیٰ کے ازلی و ابدی نور کو پہچاننا اور اسی اعلیٰ نور کی طرف لوگوں کی راہنمائی کرنا ہے۔

ہر منزلِ ما منزلِ صد وادیءِ ایمن
ہر ہیکلِ ما ہیکلِ قدس است چو بطحا
اے سالکِ سر گرم دریں منزلِ آداب
ہشدار کہ ایں رہ دمِ تیغ است نہ صحرا

ہم مسیحِ زماں علیہ السلام کے پیروکار ہیں، ہماری ہر منزل وادیءِ ایمن ہے (یعنی ہر منزل پر خدا تعالیٰ کی تائیدات جلوہ گر ہیں)۔ اور ہماری ہر عبادت کا حقیقی مرکز و محور کعبہ اور ربِّ کعبہ ہے۔

ہر وہ شخص جو اس جاہ و جلال کے دربار تک رسائی چاہتا ہے، اسے یاد رہے کہ اس عالی دربار تک رسائی آسان نہیں۔ یہ راستہ نرم ریت کے صحرا سے نہیں گزرتا بلکہ تیز تلوار کی دھار ہے۔

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ:خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
از صفحہ نمبر 4

باتیں کرتے ہیں یہ بھی منافقانہ حرکت ہے، پس اپنے آپ کو سنبھالیں۔ اور ان نئی احمدیوں سے میں کہتا ہوں جو ان قوموں میں سے آرہی ہیں کہ اگر یہ پیدائشی احمدی اپنے پر اسلامی تعلیم لاگو نہیں کرنا چاہتیں تو ان کو نہ دیکھیں، آپ آگے بڑھیں اور ان لوگوں کیلئے نمونہ بن جائیں اور آگے بڑھ کر اسلام اور احمدیت کے حسن اور خوبیوں کو اس ماحول میں پھیلائیں۔

پردہ اور حیا ہر زمانے میں، ہر مذہب کی تعلیم رہی ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں بھی قرآن کریم میں جن دو عورتوں کا ذکر ہے کہ وہ ایک طرف کھڑی تھیں، اپنے جانوروں کو پانی نہیں پلا رہی تھیں تو وہ پردہ اور حیا کی وجہ سے ہی کھڑی تھیں کہ مرد جب فارغ ہو جائیں گے تب ہم آگے جائیں گی۔

پس حیا کو ایمان کا حصہ سمجھیں اور یہی ہمیں سکھایا گیا ہے۔ عیسائی عورتیں شروع زمانے میں پردہ کرتی تھیں، اپنے لباس ڈھانکے ہوئے پہنتی تھیں، بائبل میں پردے کی یہ تعلیم کئی جگہ درج ہے۔ اگر آج عیسائی پردہ نہیں کر رہے جن کو دیکھ کر آپ متاثر ہو رہی ہیں تو وہ اپنے دین کو بھول رہے ہیں۔ اگر اپنے دین کو یاد رکھیں، اس پر عمل کریں تو بیشمار برائیاں جو ان لوگوں میں راہ پا گئی ہیں وہ ختم ہو جائیں۔ یہاں میں آپ کی تسلی کیلئے، جن لوگوں کو کامپلیکس ہے ان کیلئے بائبل میں سے چند حوالے پیش کر دیتا ہوں، ایک حوالہ ہے:۔

''عورت مرد کا لباس نہ پہنے اور نہ مرد عورت کی پوشاک پہنے کیونکہ جو ایسے کام کرتا ہے وہ خداوند تیرے خدا کے نزدیک مکروہ ہے۔'' (استثناء باب 22 آیت 5)

اس کی ٹرانسلیشن میں شاید دقّت پیش آئے اس لئے مَیں اصل انگلش version بھی پڑھ دیتا ہوں۔

"A woman must not wear men's clothing, nor a man wear women's clothing, for the Lord your God detests anyone who does this."*(Deuteronomy 22:5)*

پھر بائبل میں لکھا ہے:۔

"حسن دھوکا اور جمال بے ثبات ہے۔ لیکن وہ عورت جو خداوند سے ڈرتی ہے ستودہ ہوگی۔"

(امثال باب 31 آیت 30)

اس کا انگلش ترجمہ یہ ہے:۔

"Favour is deceitful, and beauty is vain: but a woman that feareth the Lord, she shall be praised."*(Proverbs 31:30)*

پھر ایک جگہ لکھا ہے:۔

''اسی طرح عورتیں حیادار لباس سے شرم اور پرہیزگاری کے ساتھ اپنے آپ کو سنواریں نہ کہ بال گوندھنے اور سونے اور موتیوں اور قیمتی پوشاک سے۔ بلکہ نیک کاموں سے جیسا خدا پرستی کا اقرار کرنے والی عورتوں کو مناسب ہے۔'' (۱۔ تیمتھیس باب 2 آیت 10,9)

"I also want women to dress modestly, with decency and propriety, not with braided hair or gold or pearls or expensive clothes, but with good deeds, appropriate for women who profess to worship God." (Timothy 2:9-10)

پھر ایک ہے:۔

''جو مرد سر ڈھنکے ہوئے دعا یا نبوت کرتا ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتا ہے اور جو عورت بے سر ڈھنکے دعا یا نبوت کرتی ہے وہ اپنے سر کو بے حرمت کرتی ہے کیونکہ وہ سر مُنڈی کے برابر ہے۔ اگر عورت اوڑھنی نہ اوڑھے تو بال بھی کٹائے۔ اگر عورت کا بال کٹانا یا سر منڈانا شرم کی بات ہے تو اوڑھنی اوڑھے۔ البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہئے کیونکہ وہ خدا کی صورت اور اس کا جلال ہے مگر عورت مرد کا جلال ہے۔''

(1۔ کرنتھیوں باب 11 آیت 4 تا 7)

تو اسلام پر تو یہ لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ضمنی بات بھی آ گئی کہ مرد کو عورت سے Superior تو یہ لوگ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ مرد کا اپنا ایک مقام ہے عورت کا مقام نہیں۔ تو بہر حال یہ تو ضمنی بات تھی، اس وقت تو بحث نہیں ہو سکتی۔ اس کا انگلش Version یہ ہے کہ:۔

"Any man who prays or prophesies with something on his head,disgraces his head, but any woman who prays or prophesies with her head unveiled disgraces her head. It is one and the same thing as having her head shaved. For if a woman will not veil herself, then she should cut off her hair; but if it is disgraceful for a woman to have her hair cut off or to be shaved, she should wear a veil. For a man aught not to have his head veiled, since he is the immage and reflection of God; but woman is the reflection of man."

(Corinthians 11: 4 - 7)

تو یہ سب دیکھنے کے بعد آپ لوگوں کو مضبوط ہونا چاہئے، مزید مضبوط ہونا چاہئے کہ آپ تو اپنی تعلیم پر عمل کرنے والی ہیں جو اسلام کی خوبصورت تعلیم ہے اور جو زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے والی ہے۔ جبکہ یہ مغربی معاشرہ مذہبی دیوالیہ ہو چکا ہے، اپنے دین کی ہدایات کو بھلا بیٹھا ہے۔ پس ان کو کہیں کہ ہمارے خلاف باتیں کرنے کی بجائے، مضمون لکھنے کی بجائے، قانون بنانے کی بجائے، بیان دینے کی بجائے اپنی فکر کرو، ہمارے سر ننگے کرنے کی بجائے جو ہم اپنی خوشی سے ڈھانپتی ہیں، اپنی تعلیم کے مطابق اپنی عورتوں کے سر ڈھانپو۔

پس مَیں دوبارہ یہ کہتا ہوں کہ بجائے یہ کہنے کے کہ پردہ میں نرمی کرو یا مجھے ڈھکے چھپے الفاظ میں یہ کہنے کے کہ پردہ کے معاملہ میں سختی کرتا ہے، اپنے احساسِ کمتری کو ختم کریں جن میں بھی یہ احساسِ کمتری ہے اور اس تعلیم پر عمل کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت دونوں کو برائیوں سے بچنے کی تلقین کی ہے۔ مرد کو عورت سے پہلے اس بات کی تلقین کی ہے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھو، اپنی نظریں نیچی رکھو۔ پھر عورت کو حکم دیا ہے کہ نظریں نیچی رکھو۔ اور مرد میں عورت کی نسبت کیونکہ بیبا کی زیادہ ہوتی ہے اس لئے عورت کو حکم دیا کہ گو کہ نظر نیچی رکھنے اور شرم گاہوں کی حفاظت کرنے کا دونوں کو حکم ہے تاہم مرد کی فطرت کی وجہ سے تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی زینت کو ڈھانکو تا کہ مرد کی بے محابا اٹھی ہوئی نظر سے بچ سکو۔

بعض لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ پہلے خلفاء نے پردہ کے بارہ میں اتنی سختی نہیں کی تھی تو چند حوالے وہ بھی میں آپ کے سامنے رکھ دیتا ہوں تا کہ تسلی ہو جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''یورپ کی طرح بے پردگی پر بھی لوگ زور دے رہے ہیں لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں۔ یہی عورتوں کی آزادی فسق و فجور کی جڑ ہے۔ جن ممالک نے اس قسم کی آزادی کو روا رکھا ہے ذرا ان کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرو۔ اگر اس کی آزادی اور بے پردگی سے ان کی عفت اور پاکدامنی بڑھ گئی ہے تو ہم مان لیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں۔ لیکن یہ بات بہت ہی صاف ہے کہ جب مرد اور عورت جوان ہوں اور آزادی اور بے پردگی بھی ہو تو ان کے تعلقات کس قدر خطرناک ہوں گے۔ بدنظر ڈالنی اور نفس کے جذبات سے اکثر مغلوب ہو جانا انسان کا خاصہ ہے۔ پھر جس حالت میں کہ پردہ میں بے اعتدالیاں ہوتی ہیں اور فسق و فجور کے مرتکب ہو جاتے ہیں تو آزادی میں کیا کچھ نہ ہوگا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 104، جدید ایڈیشن)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بھی اس بارہ میں ایک بیان ہے، فرماتے ہیں:۔

''شرعی پردہ جو قرآن شریف سے ثابت ہے یہ ہے کہ عورت کے بال، گردن اور چہرہ کانوں کے آگے تک ڈھکا ہوا ہو۔ اس حکم کی تعمیل میں مختلف ممالک میں اپنے حالات اور لباس کے مطابق پردہ کیا جا سکتا ہے۔''

(الفضل مؤرخہ 3/ نومبر 1924ء)

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

''ہاتھ کے جوڑ کے اوپر (ہاتھ کا اشارہ کرکے بتایا کہ ''یہاں سے'') سارے کا سارا حصہ پردہ میں شامل ہے۔''

(الازھار لذوات الخمار حصہ دوم صفحہ 150)

پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا بیان بھی بڑا سخت ہے، یہ بھی غور سے سن لیں۔ ناروے میں لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

''میں ایسی خواتین سے جو یہاں پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی ہے............آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی کہ ننگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے۔ پھر کہیں گی شادی سے پہلے بچہ جننے کی اجازت دی جائے۔ مَیں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کیلئے بھی تیار رہنا چاہئے......وہ اپنے آپ کو ٹھیک کر لیں قبل اس کے کہ خدا کا قہر نازل ہو۔''

(دورہ مغرب اگست 1980ء صفحہ 239,238)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ:۔

''......کیونکہ میں محسوس کر رہا تھا کہ دنیا میں اکثر جگہ پردہ اس طرح غائب ہو رہا ہے کہ گویا اس کا وجود ہی کوئی نہیں اور اس کے نتیجے میں جو انتہائی خوفناک ہلاکتیں سامنے کھڑی قوم کو آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی ہیں، ان ہلاکتوں کا کوئی احساس نہیں ہے۔ ماں باپ اپنی بے عملی اور غفلتوں کے نتیجے میں اپنی نئی نسلوں کو ایک معاشرتی جہنم میں جھونک رہے ہیں اور کوئی نہیں جو اس کی پرواہ کرے۔ یہ صورتِ حال ساری دنیا میں اتنی سنگین ہوتی جا رہی ہے کہ مجھے خیال آیا کہ اگر احمدیوں نے فوری طور پر اسلام کے دفاع کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں نہ لیا تو معاملہ حد سے آگے بڑھ جائے گا............''۔

پھر آپ نے فرمایا:۔

''............پھر ایسی خواتین ہیں جن کو باہر تو نکلنا پڑتا ہے لیکن وہ سنگھار پٹار کر کے نکلتی ہیں۔ اب کام کا سنگھار پٹار سے کیا تعلق ہے؟............''۔

پھر آپ فرماتے ہیں:۔

''............عورتیں سمجھتی ہیں کہ اگر ہم اس دنیا میں جہاں سے پردے اٹھ رہے ہیں اپنی سہیلیوں کے سامنے برقع پہن کر جائیں گی تو وہ کہیں گی کہ یہ اگلے وقتوں کی ہیں، پگلی ہیں، پاگل ہو گئی ہیں، یہ کوئی برقعوں کا زمانہ ہے اور یہی بات مردوں کو بھی تکلیف دیتی ہے۔ حالانکہ وہ اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ عزتِ نفس اور دوسرے کا کسی کی عزت کرنا انسان کے اپنے کردار سے پیدا ہوتا ہے۔ دنیا کی نظر میں لباس کی کوئی بھی حیثیت نہیں رہتی۔ اگر کوئی آدمی صاحبِ کردار ہو تو اس کی عزت پیدا ہوتی ہے اور یہ عزت سب سے پہلے اپنے نفس میں پیدا ہونی چاہئے۔''

(خطبات طاہر جلد اوّل صفحہ 361 تا 367)

پھر آپ نے فرمایا:۔

''یہاں پرورش پانے والی بچیاں اپنے سر کے بالوں کے بارے میں ایک ذہنی الجھن میں مبتلا ہیں۔ وہ سمجھتی ہیں کہ بالوں کو ڈھانک کر رکھنا ایک دقیانوسی بات ہے (بڑی Backwardness ہے)۔ اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف نیم دلی سے قدم اٹھاتی ہیں نہ کہ بشاشتِ قلبی سے۔ وہ دراصل یہ کہہ رہی ہوتی ہیں کہ اے خدا تو ہمیں اسی طور سے قبول فرما لے کہ ہم دوپٹہ اوڑھے ہوئے ہیں مگر اس طور سے جس طور سے یہودی اپنے سر کی پشت پر ایک چھوٹی سی " چپنی نما "ٹوپی پہنے ہوئے ہوتا ہے۔ پس تو اپنی طرف اٹھا ہوا یہ ادھورا قدم بھی قبول فرما لے۔ لیکن اگر آپ سب کچھ خدا کی خاطر کرتی ہیں تو پھر یہ بالکل نامناسب ہے۔ یاد رکھیں کہ عورتوں کے خدوخال کا سب سے دلکش حصہ ان کے بال ہوتے ہیں، بالخصوص جب کہ وہ سامنے کی طرف لٹکے ہوئے ہوں۔ بعض لڑکیوں کو مَیں نے دیکھا کہ جب وہ دوپٹہ اپنے سر پر کھینچتی ہیں تو ایسے طریق سے کہ جس سے ان کے بال سامنے کی طرف جھک آئیں......۔ (آپ یہ دیکھیں کہ) کیا مَیں خدا تعالیٰ کی زیادہ پرواہ کرتی ہوں یا انسانوں کی؟''

(بچوں کی اردو کلاس مؤرخہ 06.06.98)

تو یہ تھے مختلف خلفاء کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان۔ بعض لوگوں میں جو یہ سوچ پیدا ہو گئی ہے کہ فلاں خلیفہ نے تو ایسا نہیں کہا تھا اور فلاں خلیفہ کہہ رہا ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے کہ آپ لوگ بغیر علم کے خلفاء پر بدظنی کر رہی ہیں کہ نعوذ باللہ وہ اللہ تعالیٰ کے بنیادی حکم پر عمل نہیں کروانا چاہتے تھے۔ جتنے خلفاء پہلے گزرے ہیں میں نے سب کا بیان پڑھ دیا تا کہ آپ لوگوں میں سے جس کسی کے ذہن میں بھی یہ غلط فہمی یا خنّاس تھا تو وہ دور ہو جائے۔

دوسری بات یہ کہ بعض حالات میں کوئی خلیفہ کسی بات پر زیادہ زور دیتا ہے اور کوئی کسی بات پر۔ اس لئے یہ کہنا کہ پہلے خلیفہ نے اس بارہ میں یہ بات کی تھی، تم بھی اس بارے میں اسی طرح کرو یہ تو خلافت کو پابند کرنے والی بات ہے اور اس کی بے ادبی ہے اور یہ ظاہر کرتی ہے کہ آپ نے بیعت صرف معاشرے کے دباؤ، ماں باپ کے دباؤ، خاوند کے دباؤ یا بچوں کے دباؤ کی وجہ سے کی ہے، دل سے نہیں کی۔ اگر دل سے بیعت کی ہو تو تمام معروف فیصلوں پر عمل کرنے کا جو عہد آپ نے کیا ہے وہ

آپ کے سامنے ہو اور کبھی ایسی بات نہ نکلے کہ یہ فیصلہ کیوں کیا اور یہ فیصلہ کیوں نہیں کیا؟ میں پھر واضح کردوں کہ وہ چند ایک لوگ میرے زیادہ مخاطب ہیں جو ایسی باتیں کرتے ہیں، سارے نہیں کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے منسلک رہنا ہے تو قرآنِ کریم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکامات کی پابندی کرنی ہوگی۔ پھر جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا تھا دوعملی نہیں چلے گی۔ یا خدا سے ڈریں یا بندے سے ڈریں۔

پس آج ہر احمدی عورت کی غیرت کا تقاضہ یہ ہے کہ بجائے لوگوں سے ڈرنے کے آج جبکہ اس معاشرے میں اسلام کے خلاف نفرتوں کے بیج بوئے جارہے ہیں، طوفانِ بدتمیزی پیدا کرنے کیلئے فضا ہموار کی جارہی ہے، اعلان کر کرکے ہر ایک کو بتائیں کہ تم چاہے جتنی مرضی پابندیاں لگالو ہمارے دلوں سے، ہمارے چہروں سے، ہمارے عملوں سے اس خوبصورت تعلیم کو نہیں چھین سکتے اور اگر تم لوگ مذہب سے دور جارہے ہو، دور ہٹ رہے ہو، تباہی کے گڑھے میں گر رہے ہو تو ہم تمہارے ساتھ اس جہنم میں گرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انسانیت کو اپنے برے کرتوتوں اور عملوں کے بھیانک انجام سے بچائے۔ آؤ اور ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر اللہ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرو کہ اسی میں تمہارے دلوں کا سکون اور تمہاری نسلوں کی بقا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر باغیرت احمدی عورت جس کے دل میں کبھی ہلکا سا بھی اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کے بارے میں کوئی شائبہ پیدا ہوتا ہے وہ اس کو اپنے دل سے نوچ کر باہر پھینک دے گی اور حقیقی مسلمات، مومنات، قانتات، تائبات اور عابدات میں شامل ہو جائے گی۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو خیریت سے اپنے اپنے شہروں میں لے کر جائے، گھروں میں لے کر جائے۔ اللہ حافظ و ناصر ہو۔

❁❁❁❁❁

بقیہ: دورہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ
از صفحہ نمبر 16

مساعی بڑھانے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا "ٹھیک ہے صرف پروگرام ہی نہ بنائیں، عمل بھی کر کے دکھائیں۔"

جرمنی کے لئے روانگی

احباب جماعت کو کچھ وقت اپنی دید کا نظارہ کرانے کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کروائی اور ساڑھے دس بجے قافلہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے سائے میں اپنی اگلی منزل فرینکفرٹ کیلئے روانہ ہوا۔

بلجیم اور جرمنی کے بارڈر تک آج کا سفر یورپ کی مشہور شاہراہ E40 پر ہی جاری رہا اور قریباً پچانوے میل کی مسافت ایک گھنٹہ پچیس منٹ میں طے کرنے کے بعد قافلہ 11:54 پر جرمنی کے بارڈر پر پہنچا، جہاں مکرم امیر صاحب جرمنی اور ان کی عاملہ کے بعض ممبران، مکرم مبلغ انچارج صاحب جرمنی اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی حضور انور کے استقبال کیلئے موجود تھے، نیز خدام بھی ڈیوٹی پر مستعد کھڑے تھے۔ حضور انور Lichtenbusch نامی سروس کے سامنے اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے اور استقبال کیلئے آنے والے جرمنی کے عہدیدران نیز الوداع کرنے کیلئے آنے والے بلجیم کے عہدیداران کو شرف مصافحہ عطا فرمایا۔ حضور کی اجازت سے مکرم امیر صاحب جرمنی نے قافلہ اور دیگر افراد کو کھانا پیش کیا۔ حضور انور نے بھی تھوڑا سا کھانا تناول فرما کر کھانے کو برکت بخشی۔ حضور کے دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ کھانا مکرم صدیق ڈوگر صاحب کے گھر سے تیار ہو کر آیا ہے۔ حضور انور نے خدام میں موجود مکرم صدیق ڈوگر صاحب کے بیٹے کو بلا کر شرف مصافحہ عطا فرمایا اور از راہ شفقت و مزاح فرمایا کہ "آپ کے ابا نے اب باہر باہر ہی دعوت کرنی شروع کر دی ہے تا کہ ہمیں گھر نہ بلانا پڑے۔"

اس جگہ خدام کو قریباً چوبیس منٹ تک بالکل قریب سے اپنے آقا کے دیدار کا موقع میسر رہا، اس دوران حضور انور مکرم امیر صاحب جرمنی سے مختلف موضوعات پر گفتگو بھی فرماتے رہے۔

12:18 پر قافلہ آخن (Aachen) بارڈر سے بیت السبوح فرینکفرٹ کیلئے روانہ ہوا تو سورج نے بھی جو کہ دو دن سے بادلوں کی اوٹ میں چھپا بیٹھا تھا کبھی کبھی اپنی چہرہ نمائی شروع کر دی۔ کچھ دیر تک قافلہ کا سفر E40 پر جاری رہنے کے بعد جرمنی کی مشہور آٹو بان 3 پر منتقل ہو گیا۔ جس سڑک کیلئے پاکستان اور انگلستان وغیرہ میں موٹروے کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جرمنی میں اسے آٹو بان کہا جاتا ہے۔

آخن سے فرینکفرٹ تک کے سفر میں آٹو بان 3 جرمنی کے کئی معروف شہروں کے پاس سے گزرتی ہے، جن میں کولون (Koln) اور لمبرگ (Limburg) بھی شامل ہیں۔ کولون تو اپنے پرانے اور تاریخی چرچ کی بناء پر بہت مشہور ہے جبکہ لمبرگ، جرمن کیتھولک چرچ کے سب سے بڑے کارڈینل کا شہر ہونے کی وجہ سے اہمیت کا حامل ہے۔

بیت السبوح (جرمنی) میں آمد اور استقبال

جرمنی کے بارڈر آخن سے آٹو بان 5،3 اور 661 پر دو گھنٹے اور نو منٹ میں قریباً اڑھائی سو کلو میٹر کی مسافت طے کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا قافلہ فرینکفرٹ کے علاقہ نیدرش باغ میں قائم مرکزی احمدیہ سینٹر بیت السبوح پہنچا تو یہاں پر جماعت جرمنی کے بچوں، بوڑھوں، جوانوں اور خواتین کی ایک بڑی تعداد کا اپنے آقا کیلئے استقبال کیلئے جوش و خروش قابل دید تھا۔ ان احباب نے پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے، جن پر "جی آیاں نوں"، "انی معک یا مسرور"، "اھلا و سھلا و مرحبا" جیسے پر وقار اور دلنشیں الہامی فقرات درج تھے نیز خواتین اور بچے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام "یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی" کو مترنم آوازوں میں پڑھ رہے تھے، جبکہ خدام و انصار "نعرہ ہائے تکبیر، احمدیت زندہ باد، اسلام زندہ باد اور حضرت امیر المومنین زندہ باد" کے فلک بوس نعروں سے ماحول کو گرما رہے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی گاڑی سے باہر تشریف لائے تو ایک بچے نے حضور انور کی خدمت اقدس میں جبکہ ایک بچی نے حضرت بیگم صاحبہ اطال اللہ عمرھا کی خدمت میں پھولوں کے نہایت خوبصورت گلدستے پیش کئے۔ حضور انور نے بچے کے رخسار کو اپنے دست مبارک سے تھپتھپایا، ہاتھ ہلا کر سلام کر کے حاضرین کے نعروں اور جذبات کا جواب عطا فرمایا اور اپنی رہائش گاہ کی طرف تشریف لے گئے۔

پونے تین بجے سہ پہر حضور انور نماز ہال میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر قصر کر کے باجماعت پڑھائیں۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب سے دریافت فرمایا کہ ہم نے کب تک یہاں ٹھہرنا ہے؟ عرض کرنے پر حضور نے فرمایا کہ چودھویں دن روانگی ہے، آئندہ نماز قصر نہیں کریں گے۔

نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد 4:25 پر حضور انور اپنی قیام گاہ سے باہر تشریف لائے اور بیت السبوح سے قریباً دو کلومیٹر کی مسافت پر نیدرش باغ کے رہائشی علاقہ میں فرینکفرٹ کی مقامی امارت کے سابقہ مرکز بیت القیوم (جو بیت السبوح مرکز کے قیام کے بعد جلسہ سالانہ کے سٹور کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور اس میں تین جرمن خاندان بھی رہائش پذیر ہیں) کی طرف تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر محترم امیر صاحب اور دیگر خدام حضور انور کے ہمراہ تھے۔

راستہ میں حضور انور ایک گرین ہاؤس کے پاس چند لمحوں کیلئے رکے اور وہاں ایک واٹر ٹینک میں لگے پانی کے متعدد پائپوں کی بابت دریافت فرمایا۔ مکرم امیر صاحب اور نائب افسر حفاظت مکرم سید محمد احمد صاحب نے عرض کی کہ بارش کے پرنالوں کا کنکشن ان کے ساتھ کیا گیا ہے۔

اس عمارت کے جائزہ کے دوران ایک گھر کے رہائشی مکرم یحیٰ صاحب کی اہلیہ محترمہ جن کا تعلق حیدر آباد دکن سے ہے، نے حضور کی خدمت میں سلام عرض کیا اور حضور کو گھر کے اندر آنے کی دعوت دی۔ حضور انور از راہ شفقت کچھ دیر کیلئے گھر کے اندر تشریف لے گئے اور اہل خانہ کو صفائی اور بعض اور تربیتی امور کی بابت نصائح فرمائیں۔ گھر سے باہر نکلنے پر عمارت سے ملحقہ صحن میں موجود بھیڑ بکریوں شور کر رہی تھیں، حضور انور ان کے پاس تشریف لے گئے تو حضور انور کے وہاں پہنچتے ہی ان جانوروں نے شور بند کر دیا۔ حضور نے ایک بکری پر اپنا دست شفقت پھیرا۔

حضور انور کی یہاں سے واپسی پر مکرم یحیٰ صاحب ایک پلیٹ میں چاند تاروں کی شکل کے بسکٹ رکھ کر لائے اور حضور کی خدمت میں پیش کئے اور بتایا کہ جب وہ عیسائی تھے تو کرسمس کے موقعہ پر گھر میں اس قسم کے بسکٹ تیار کیا کرتے تھے۔ حضور انور نے ایک بسکٹ اٹھا کر برکت بخشی۔ اسی دوران مکرم یحیٰ صاحب کی اہلیہ بھی تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں آئیں اور حضور کو بتایا کہ مَیں نے خواب میں دیکھا تھا کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائے ہیں، لیکن مَیں سوچتی تھی کہ یہ محض ایک خواب ہے، ایسا کس طرح ہو سکتا ہے؟ حضور انور نے اس پر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ اب آ گیا ہوں نا، بس خواب پورا ہو گیا ہے۔

بیت القیوم سے واپسی پر حضور انور نے ایک مکان جس پر برائے فروخت کا بورڈ آویزاں تھا، کے بارہ میں حضور کے ارشاد پر مکرم امیر صاحب نے مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے معلومات حاصل کرنے کیلئے کہا۔

5:18 پر حضور انور کی بیت السبوح کے احاطہ میں واپسی ہوئی۔ حضور انور احاطہ میں موجود خواجہ عبدالکریم صاحب کی دکان پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ چیزیں زیادہ مہنگی تو نہیں بیچتے؟ اور پھر دوکان کے کرایہ کی بابت پوچھا نیز بکرے اور بھیڑ میں گوشت کے وزن کی بابت بھی دریافت فرمایا۔ پھر حضور خدام الاحمدیہ کے ہال میں تشریف لے گئے اور صدر صاحب کو صفائی کی طرف توجہ دینے کی تلقین فرمائی، پھر آپ بالائی منزل پر خدام الاحمدیہ کے دفاتر میں تشریف لے گئے اور وہاں موجود خدام کو شرف مصافحہ بخشا، مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ نے ساتھ ساتھ ان خدام کا تعارف کروایا۔ حضور اس موقعہ پر خدام کو چند ہدایات سے نوازا اور مکرم صدر صاحب خدام الاحمدیہ سے فرمایا کہ دفتر میں کارپٹ کی بجائے لکڑی کا فرش لگوانے سے بیمار کم ہوں گے۔ بعد ازاں حضور انور بذریعہ لفٹ اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے، لفٹ میں مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب نے حضور انور کی خدمت میں ایک فائل پیش کی، جسے حضور نے ملاحظہ فرمایا۔

رات آٹھ بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء باجماعت پڑھائیں، جس میں نماز عشاء کی چار رکعتیں ادا فرمائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور نے قصر نماز کی بابت ایک مختصر اور جامع خطاب فرمایا کہ اگرچہ میں نے نماز عشاء کی چار رکعتیں پڑھائی ہیں لیکن میرے ذہن میں قصر نماز کا ہی خیال تھا۔ نیز فرمایا کہ قصر نماز کی بابت میں نے پتہ کروایا ہے۔ اصول یہ ہے کہ اگر پندرہ یا پندرہ دن سے زیادہ قیام کرنا ہو تو پوری نماز پڑھی جائے گی اور اگر چودہ دن قیام کرنا ہو تو نماز قصر ہوگی اور چونکہ ہمارا قیام اس سے کم ہے لہٰذا اگر آئندہ مَیں نماز قصر کروں تو پیچھے سے سبحان اللہ نہ کہنا شروع کر دیں۔ پھر حضور انور نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ پہلے ایک دفعہ ایسا ہو چکا ہے کہ جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک سفر کے دوران لاہور میں قیام فرما تھے تو حضور علیہ السلام کا پہلے وہاں تین دن تک قیام کا ارادہ تھا اور پھر کسی وجہ سے دس دن تک قیام کا ارادہ ہوا۔ جب نماز ظہر کا وقت آیا تو حضور علیہ السلام طبیعت کے علیل ہونے کی وجہ سے نماز میں تشریف نہ لا سکے، چنانچہ امام دو رکعتوں کے بعد کے قعدہ میں عبدہ ورسولہ تک پڑھ چکے تو صف میں سے کسی نے سبحان اللہ کہا یعنی پوری نماز پڑھو، لیکن امام نے قصر نماز کے بعد سلام پھیر دیا۔ اس پر حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر جا کر اس بارہ میں حضرت صاحب سے دریافت کر کے آئیں کہ ہمیں نماز پوری پڑھنی چاہئے یا قصر؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دو رکعت ہی پڑھیں، ہم نے کوئی پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہیں کیا۔ پس چودہ دن تک قصر کی اجازت ہے اور اس سے زیادہ دنوں کے قیام پر پوری نماز پڑھی جاتی ہے۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

باقی آئندہ شمارہ میں)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا نیا فون نمبر

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری لندن سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number: 020 8875 4321

Fax Number: 020 8870 5234

دعاؤں اور صدقہ وخیرات کے نتیجہ میں

بلاؤں کے ٹلنے اور حفاظت الٰہی کے دلچسپ واقعات

(فضل الٰہی انوری - جرمنی)

آسمان سے کسی انذاری خبر کا ملنا اور دعاؤں، صدقات اور خیرات سے اس بلا کا ٹل جانا ایک ایسی اٹل اور دلآویز حقیقت ہے کہ جن خوش نصیبوں کو اس کا تجربہ ہوا ہے وہی اس کی روحانی لذت صحیح طور پر جانتے اور محسوس کرتے ہیں۔ ذیل میں ایسا ہی ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو بتاتا ہے کہ کس طرح ایک نیک بخت احمدی خاتون کو اپنی بچی کے بارے میں ایک انذاری خبر ملی۔ پھر کس طرح انہوں نے دعا، صدقہ اور خیرات کے ساتھ کسی آنے والے ضرر سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے روحانی نسخے پر عمل کرنا شروع کر دیا۔ اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے ان کی بچی کے لئے اپنی رحمت کا کیا کرشمہ دکھایا۔ یہ دلچسپ اور روح پرور روئداد جیسے ہماری بہن محترمہ رابعہ مفتی نے تفصیل سے اپنے خط میں بیان کی ہے، درج ذیل کی جاتی ہے۔ وہ اس عاجز راقم الحروف کے نام اپنے خط میں تحریر فرماتی ہیں:

''1972ء میں میری لڑکی محمودہ کراچی سے آئی ہوئی تھی۔ اسے اگست میں واپس جانا تھا۔ چونکہ وہ اکیلی تھی اور ساتھ دو سال کی بچی سعدیہ بھی تھی، مجھے بہت فکر تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی روانگی سے دو تین ہفتہ قبل استخارہ کرنا شروع کر دیا۔ اس دوران مَیں نے خواب میں دیکھا کہ مَیں محمودہ سے کہہ رہی ہوں، 'اپنے شوہر کی کمائی سے صدقہ دے دو، خواہ چھ پیسے ہی ہوں'۔ بعد میں چھ کی نسبت سے مَیں نے چھ روپے صدقہ اس سے دلوایا''۔

آگے اسی استخارہ کی برکت سے انہیں اپنی بچی کے متعلق ایک اَور آسمانی اطلاع ملی۔ فرماتی ہیں:

''چند دن بعد ایک اَور خواب دیکھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ ویران سی جگہ ہے، محمودہ بیٹھی ہوئی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے ریل کی پٹڑی کے کنارے کسی قدر اونچائی پر بیٹھی ہو، اسکی آنکھیں بند ہو رہی ہیں، جیسے ابھی بیہوش ہو جائیگی۔ اتنے میں کوئی شخص اسے آواز دیتا ہے، اس نے ہاتھوں میں سعدیہ کو پکڑا ہوا ہے اور کہتا ہے، 'لو! اس کو لے لو'۔ اُس وقت مَیں دل میں خیال کرتی ہوں کہ یہ آدمی بچی اسے اسلئے دکھا رہا ہے کہ کہیں یہ بیہوش نہ ہو جائے''۔

یہ نظارہ پہلے والی رؤیا کے مقابلے میں زیادہ تفصیلی اور واضح طور پر کسی انذار پر مشتمل تھا جس سے بظاہر تو کچھ پتہ نہ لگتا تھا کہ اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے تاہم ریل گاڑی کی پٹڑی کا دیکھنا بتا رہا تھا کہ کوئی ایسی منذر خبر ہے جس کا تعلق ریل گاڑی سے ہوگا۔ دیگر تفصیلات اس خواب کی ایک معمہ سے کم نہ تھیں۔ لیکن جس طریق پر چند دن بعد ہی اس میں نظر آنے والے جملہ تصویری مناظر ایک ایک کر کے حقیقت بن کر آنکھوں کے سامنے آ گئے، انہیں دیکھ کر انسان کا دل اس یقین سے بھر جاتا ہے کہ ہمارا خدا عالم الغیب بھی ہے اور بڑی قدرتوں اور رحمتوں والا بھی ہے۔ وہ جس کو بچانا چاہتا ہے تو اسے موت کی کچھار سے بھی زندہ نکال لیتا ہے۔ اب دیکھئے کہ ہماری اس بہن کی بیٹی پر اس سفر کے دوران کیا حادثہ گزرا اور پھر کس طرح اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ان دونوں ماں بیٹی کو بال بال بچا لیا بلکہ ان کے وجود کی برکت سے بہت سے دیگر مسافروں کی جانیں بھی محفوظ رہیں۔ چنانچہ وہ بیان فرماتی ہیں:

''محمودہ یہاں سے لاہور گئی اور وہاں سے ۵/ اگست کو 'تیز رو' پر سوار ہو کر کراچی کیلئے روانہ ہوگئی۔ چھ اگست کی صبح کو لیاقت پور سٹیشن کے قریب اس کی گاڑی کا سامنے سے آنے والی مال گاڑی سے ٹکراؤ ہو گیا۔ یہ حادثہ اتنا شدید اور زبردست تھا کہ بیشتر بوگیاں ایک دوسری سے ٹکرا کر چکنا چور ہو گئیں۔ سینکڑوں مسافر یا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور یا ایسی بری طرح زخمی ہو گئے کہ بمشکل ہی ان سے کوئی بچا ہوگا۔ عام زخمی ہونے والوں کا تو کوئی شمار ہی نہ تھا۔ سب سے زیادہ تباہی انجن کے پیچھے والے چار ڈبوں کی ہوئی جو آپس میں ایسے ٹکرائے کہ ایک دوسرے کے اندر دھنس گئے اور ان میں موجود جملہ مسافر بھی بری طرح کچلے گئے''۔

اب اس بچی محمودہ اور اس کی کم سن بیٹی سعدیہ کی سنیں کہ ارحم الراحمین خدا نے انہیں اور ان کے طفیل اس ڈبے کے سارے مسافروں کو کیسے عجیب و غریب رنگ میں اور معجزانہ طور پر محفوظ رکھا۔ اس کے متعلق محترمہ رابعہ مفتی تحریر کرتی ہیں:

''محمودہ والا ڈبہ انجن کے بالکل پیچھے تھا۔ ظاہر ہے کہ سب سے زیادہ نقصان اسی ڈبے کو پہنچنے کا احتمال تھا۔ لیکن خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ ٹکراؤ کے نتیجے میں گاڑی کا انجن، مال گاڑی کے اوپر چڑھ گیا اور محمودہ والا ڈبہ انجن کے اوپر چڑھ گیا اور اس طرح کچلے جانے سے کلیۃً محفوظ رہا۔ حادثہ کے وقت محمودہ اور اس کی بچی اوپر کی سیٹ پر سو رہی تھیں۔ جب حادثہ ہوا، تو ماں بیٹی سیٹ سے نیچے گر پڑیں۔ جب محمودہ کے حواس درست ہوئے، تو اس نے اپنی بیٹی کو سنبھالا۔ مگر گھبراہٹ اور اندھیرے کی وجہ سے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ وہ چیخ رہی تھی، میری بچی کہاں گئی۔ اتنے میں ایک اَور مسافر لڑکی، سعدیہ کو ہاتھوں میں اٹھائے آگے بڑھی اور کہا 'دیکھو، باجی! یہ آپ کی بچی ہے؟' اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ماں اور بچی دونوں میں سے کسی کو کوئی چوٹ تک نہ آئی تھی۔ پھر ایک سپیشل ٹرین کے ذریعے بچنے والے مسافروں کو کراچی پہنچایا گیا''۔

آخر پر ہماری یہ بہن اپنی بچی اور نواسی کے اتنے بڑے حادثہ سے یوں معجزانہ طور پر محفوظ رہنے کو خدا تعالیٰ کی قدرت اور رحمت کا ایک نشان قرار دیتے اور اس پر خدا کا شکر بجالاتے ہوئے تحریر کرتی ہیں:

''جب اخبار میں حادثہ کی خبر پڑھی اور یہ بھی کہ اگلے ڈبوں میں سے کوئی مسافر بھی نہیں بچا تو جب تک کراچی سے اطلاع نہیں آئی تھی، یہ 20 گھنٹے کا عرصہ جس کرب اور اضطراب میں گزرا، اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ تسلی تھی تو صرف یہ کہ دونوں بچیوں کو خواب میں زندہ سلامت دیکھا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ کے فضل سے محمودہ والا سارا ڈبہ معجزانہ طور پر محفوظ رہا۔ کسی مسافر کو خراش تک نہ آئی تھی۔ فالحمد لله رب العالمين''۔

(مکتوب نمبر 36، مورخہ 79-4-4)

استخارہ کے بارہ میں بعض ضروری تصریحات

ازافادات حضرت امام الزمان علیہ السلام

اوپر مسز رابعہ مفتی صاحبہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اپنی بچی کے کراچی روانہ ہونے سے پہلے استخارہ کیا جس کے نتیجے میں انہیں وہ منذر خواب آئی جس کے پیش نظر انہوں نے خود بھی صدقہ دیا اور اپنی بچی کو بھی صدقہ اور دعائیں کرنے کے لئے کہا۔ ذیل میں استخارہ کے بارے میں بانی سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات افادۂ عام کے لئے درج کئے جاتے ہیں:

''سفر سے پہلے استخارہ''

حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ آپ اکثر سفر سے پہلے استخارہ کر لینے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ایک بار ایک شخص نے آپؑ سے اپنے کسی سفر کے متعلق رائے لینا چاہی تو آپ نے فرمایا: ''آپ استخارہ کر لیں''۔

''استخارہ سے عقل سلیم عطا ہوتی ہے''

اسی طرح فرماتے ہیں:

''آجکل اکثر مسلمانوں نے استخارہ کی سنت کو ترک کر دیا ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیش آمدہ امر میں استخارہ فرما لیا کرتے تھے۔ سلف صالحین کا بھی یہی طریقہ تھا .... اصل میں یہ استخارہ ان بدرسومات کے عوض میں رائج کیا گیا تھا جو مشرک لوگ کسی کام کی ابتدا سے پہلے کیا کرتے تھے۔ لیکن اب مسلمان اسے بھول گئے۔ حالانکہ استخارہ سے ایک عقل سلیم عطا ہوتی ہے جس کے مطابق کام کرنے سے کامیابی حاصل ہوتی ہے''۔

''استخارہ کا طریق''

فرمایا: ''اس کا طریق یہ ہے کہ انسان دو نفل پڑھے۔ اول رکعت میں سورۃ: قُلْ يَآاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ (الکفرون:2) پڑھ لے اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ (الاخلاص:2) اور التحیات میں یہ دعا کرے''۔

۔(آگے جو دعا آپ نے بتائی، وہ دعائے استخارہ ہی کا اردو ترجمہ ہے۔ یعنی فرمایا کہ اگر عربی میں دعا آتی ہو تو عربی میں، ورنہ اسی دعا کا اردو میں ترجمہ یاد کر لے اور پھر اسے التحیات کے اندر یعنی سلام پھیرنے سے پہلے پڑھ لے)۔

(ملخص از ملفوظات، جلد 4، صفحہ 307)

''دعائے استخارہ''

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَ لَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ خَيْرٌ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ لِیْ وَ يَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ وَ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَاالْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ۔

ترجمہ: ''یاالٰہی، میں تیرے علم کے ذریعہ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت مانگتا ہوں کیونکہ تجھی کو سب قدرت ہے، مجھے کوئی قدرت نہیں۔ اور تجھے ہی سب علم ہے، مجھے کوئی علم نہیں۔ اور تُو ہی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔ الٰہی، اگر تُو جانتا ہے کہ یہ امر میرے حق میں بہتر ہے، بلحاظ دین اور دنیا کے، تو تُو اسے میرے لئے مقدر کر دے اور آسان کر دے اور اس میں برکت دے۔ اور اگر تُو جانتا ہے کہ یہ امر میرے لئے دین اور دنیا میں شرّ ہے، تو تُو مجھ کو اس سے باز رکھ''۔

(یہ ترجمہ وہی ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات جلد 4 صفحہ 307 پر درج ہے)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اس سلسلے کا ایک اَور دلچسپ واقعہ ہماری ایک اَور احمدی بہن، عزیزہ آنسہ نصیرہ ملک صاحبہ بنت ملک سعید احمد صاحب اعجاز (گلشن اقبال، کراچی) کا ارسال کردہ پیش کیا جاتا ہے۔ یہ واقعہ بھی خدائے علیم و قدیر کی قدرتوں کا ایک عظیم شاہکار ہے کیونکہ اس میں بھی اس کی قدرت اور رحمت کا چمکتا ہوا صاف جلوہ نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل بتاتے ہوئے آپ تحریر فرماتی ہیں:

''میری بڑی ہمشیرہ نے اپنے شوہر کے پاس واپس انگلستان جانا تھا۔ یہ 1974ء کی بات ہے۔ اس کی روانگی سے ایک روز قبل مَیں نے خواب میں دیکھا کہ عجیب سا چٹیل میدان ہے جس میں چند ایک مٹی کے ڈھیلے بھی پڑے ہیں۔ مَیں دیکھتی ہوں کہ وہاں جگہ جگہ بہت سے لوگ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں کھڑے ہیں۔ کچھ زمین پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اچانک میری نگاہ جو سامنے پڑی تو مَیں دیکھتی ہوں کہ میری بہن ایک بچے کی انگلی پکڑے چل رہی ہے اور چلتے چلتے اچانک سامنے والے ایک مٹی کے ٹیلے میں دھنس گئی ہے۔ مَیں چونک کر بھاگتی ہوں اور ہاتھوں سے اس مٹی کے ٹیلے کو کھودنے لگتی ہوں اور ساتھ چلّا چلّا کر لوگوں کو بھی پکارتی ہوں۔ اتنے میں ہاتھوں سے مٹی ہٹا کر مَیں اس بچے کو باہر نکال لیتی ہوں۔ اندر سے میری بہن کی آواز آتی ہے: 'بچاؤ، بچاؤ'۔ اسی حالت میں میری آنکھ کھل جاتی ہے اور ساتھ یہ اطمینان بھی ہو جاتا ہے کہ میری بہن کو بچا لیا گیا ہے''۔

یہ منذر نظارہ بھی اتنا غیر واضح تھا کہ اس سے کوئی نتیجہ اخذ کرنا مشکل تھا۔ تاہم ہماری اس بہن نے اسے خدائی انذار پر محمول کرتے ہوئے کچھ صدقہ کر دیا۔ پھر یہ انذاری خبر کیونکر پوری ہوئی اور صدقہ کی بدولت خدا نے ہماری اس بہن کیلئے اپنی معجزانہ قدرت کا کیا نشان دکھایا، ایک دلچسپ حقیقت ہے۔ چنانچہ وہ تحریر کرتی ہیں:

''یہ خواب آنے پر مَیں نے اپنی ایک سہیلی کے مشورہ پر قریب میں گاڑیاں دھونے والے ایک غریب لڑکے کو بلا کر ایک مرغی ذبح کر کے دیدی۔ اگلے روز میری بہن انگلینڈ کیلئے روانہ ہوگئی۔ وہاں سے پندرہ

بیس روز بعد اس کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ ہوائی سفر کے دوران ایک عجیب حادثہ ہو گیا۔ ہوا یہ کہ جب جہاز کراچی سے روانہ ہو کر دمشق کے ہوائی اڈے پر اتر رہا تھا تو ’رن۔ وے‘ کے اوپر دوڑتے ہوئے وہ اچانک کچی زمین پر چلا گیا اور وہاں ایک مٹی کے ٹیلے میں دھنس گیا۔لیکن خدا کا شکر ہے کہ تمام مسافر معجزانہ طور پر سلامت رہے۔ نہ ہی کوئی آگ وغیرہ لگی جو عموماً ایسے حادثات میں لگ جایا کرتی ہے، نہ کوئی اَور جانی نقصان ہوا۔ اس پر جہاز کے کپتان کو تو فوراً کراچی واپس بلا لیا گیا۔ ادھر مسافر جہاز کے عملے سے مل کر جہاز کو مٹی کے ٹیلے میں سے نکالنے میں مصروف ہو گئے‘‘۔

غرض اس طرح سے نہ صرف یہ کہ وہ آسمانی خبر جو ایک منذر نظارہ کی صورت میں ہماری ایک احمدی بہن کو دی گئی تھی ہو بہو پوری ہو گئی بلکہ صدقہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کی اور اس کے طفیل جہاز کے سارے مسافروں کی جانیں بھی سلامت رکھیں۔

❁❁❁❁❁❁

داعیان الی اللہ خدائی حفاظت میں

حفاظت سماوی کا ایک نرالا اور بہت ہی دلچسپ واقعہ متحدہ ہندوستان میں دو درویشان احمدیت کو اُس وقت پیش آیا جب وہ دعوت اسلام پہنچانے کی غرض سے ضلع ہوشیار پور کے ایک رئیس کے پاس گئے۔ چنانچہ اس واقعہ کے راوی مکرم ٹھیکیدار غلام رسول صاحب، جو اِن دو مجاہدین میں سے ایک تھے اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ (حضرت بانیٔ سلسلہ علیہ السلام کے اولوالعزم فرزند اور آپ کے دوسرے جانشین، حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب) نے مکیریاں ضلع ہوشیار پور میں تبلیغ کا مرکز کھولا اور احباب جماعت کو دو دو، تین تین ماہ وقف کر کے وہاں جانے کا ارشاد فرمایا تو خاکسار نے بھی اپنے آپ کو وقف کیا۔ ہمارے گروپ میں میرے علاوہ منشی امام الدینؓ صاحب سیکھوانی (والد ماجد مولانا جلال الدین صاحب شمس، سابق امام مسجد فضل، لندن) اور چوہدری امام الدین صاحب (والد ماجد چوہدری ظہور احمد صاحب، جو ایک لمبا عرصہ بطور ناظر دیوان سلسلہ کی خدمت بجا لاتے رہے، ناقل) تھے‘‘

اب حفاظت سماوی کا وہ نرالا اور محیر العقول سانحہ انہیں کیونکر پیش آیا اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

’’ایک دن ہمارے امیر وفد سید محمد حسین شاہ صاحب نے ہمیں موضع بھنگالہ رائے جانے کے لئے کہا۔ چنانچہ میں اور مولوی امام الدین صاحبؓ ایک وفد کی صورت میں روانہ ہو گئے۔ ابھی ہم دونوں بھنگالہ رائے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ہمیں ایک خُسرا ملا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ ہم بھنگالہ جا رہے ہیں تو وہ کہنے لگا کل اسی جگہ تمہارے امیر کو لوگوں نے مارا ہے۔ ان کے منہ پر گند ملا ہے اور ان کے کپڑے خراب کئے ہیں۔ آپ کیوں وہاں جا رہے ہیں؟‘‘۔

یہ بات سن کر بجائے اس کے کہ ان داعیان الی اللہ کے حوصلے پست ہو جاتے، وہ اَور بھی مومنانہ جرأت کے ساتھ آگے بڑھے اور سیدھے وہاں کے رئیس، جو رائے صاحب کہلاتے تھے، کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔ وہاں آپ نے کیا دیکھا اور رائے صاحب نے آپ سے کیا سلوک کیا، اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’وہ سامنے کرسی پر بیٹھا تھا۔ ہم نے اندر داخل ہوتے ہی اسے السلام علیکم کہا۔ اس کا تو اُس رئیس نے کوئی جواب نہ دیا، مگر جونہی ہم نے کہا: رائے صاحب! ہم کوئی سوال کرنے نہیں آئے، ایک پیغام لے کر آئے ہیں۔ اگر آپ دو منٹ کے لئے ہماری بات سن لیں تو آپ کی بڑی مہربانی ہو گی، تو ہماری اتنی سی بات کہنے پر وہ غصے میں آکر کہنے لگا: یہاں سے نکل جاؤ، دوڑ جاؤ۔ مَیں نے کہا، رائے صاحب! ہم نے نکلنا تو ہے ہی، لیکن آپ ہماری بات تو سن لیں۔ اِس پر اُس نے اپنے ایک نوکر کو آواز دی اور کہا کہ ان لوگوں کو دھکے مار کر یہاں سے نکال دو۔ منشی امام الدین صاحب نے یہ صورتحال دیکھی تو کہنے لگے، چلو، واپس چلیں۔ مگر مَیں نے کہا جو کچھ یہ کرنا چاہتے ہیں پہلے وہ تو کر لیں۔ پھر ہم واپس بھی چلے جائیں گے‘‘۔

آگے فرماتے ہیں:

’’ابھی ہم کھڑے ہی تھے کہ ان کا ایک اَور نوکر ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میاں صاحب! یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم اس نوکر سے بات کر ہی رہے تھے کہ رائے صاحب نے اسی نوکر کو گالی دے کر کہا کہ اگر یہ نہیں نکلتے تو شکاری کتّے ان پر چھوڑ دو۔ وہ نوکر جو اپنے مالک کے تیور دیکھ چکا تھا، اندر گیا اور جا کر کتّوں کو چھوڑ دیا۔ کتّے ہمارے قریب آئے اور کھڑے ہو گئے، انہوں نے ہماری طرف دیکھا تک نہیں۔ اب مَیں نے منشی امام الدین صاحب کو کہا کہ اب ہمارا کام ہو گیا ہے، اب ہم واپس چلتے ہیں‘‘۔

واپس پہنچ کر ان کی اپنے امیر وفد سے جو گفتگو ہوئی اسے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’شام کو جب ہم واپس اپنے مرکز میں پہنچے اور اپنی رپورٹ لکھوائی تو ہم نے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ قبلہ! کل آپ نے اپنی رپورٹ کیوں نہ بتائی؟ سنا ہے کہ آپ کو لوگوں نے مارا بھی ہے اور کپڑے بھی پھاڑے ہیں۔ اور پھر صبح صبح آپ نے ہمیں وہاں بھیج دیا۔ اب شاہ صاحب کا جواب بھی سن لیں۔ کیا عجیب مومنانہ لطافت سے مرصع جواب تھا وہ۔ فرمانے لگے: ’’مَیں نے اسی لئے تو آپ کو وہاں بھیجا تھا کہ آپ بھی اتنے بڑے ثواب سے محروم نہ رہیں‘‘۔

آگے لکھتے ہیں:

’’ہماری رپورٹیں ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں پہنچائی جا رہی تھیں۔ یہ رپورٹ بھی ہمارے مرکز (قادیان) پہنچنے سے پہلے وہاں پہنچ چکی تھی۔ پھر جب ہم اپنا وقف پورا کر کے واپس قادیان آئے تو حضور نے خاص طور پر مجھے قصر خلافت میں بُلا کر یہ واقعہ زبانی سنا۔ پھر اپنی خوشنودی کا سرٹیفیکیٹ عطا فرمایا جو افسوس ہے تقسیم ملک کے ہنگاموں میں ضائع ہو گیا‘‘۔

یہ عاجز، راقم الحروف، بھی اپنے ساتھ بیتا ہوا ایک اسی قسم کا واقعہ بیان کرنا چاہتا ہے جس سے غیر ذوی العقول پر تصرف الٰہی کی ایک اَور شہادت قائم ہوتی ہے۔ اس واقعہ کی سرگزشت یوں ہے کہ:

’’خاکسار جن دنوں اسلام آباد (پاکستان) میں بطور مربی مقیم تھا (یہ 1977-78 کی بات ہے) تو مرکز سے حکم موصول ہوا کہ مَیں مسلمان ممالک کے سفراء سے مل کر وکیل اعلیٰ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، جو بیرونی ممالک میں قائم شدہ مراکز تبلیغ کے نگران تھے سے ان کی ملاقات کیلئے ایک تقریب پیدا کروں۔ اس سلسلہ میں مجھے بعض مسلمان سفارتخانوں کی تلاش میں کافی تگ و دو کرنی پڑی، کیونکہ مَیں ابھی وہاں نیا نیا آیا تھا اور سفارت خانے بھی سابق دارالحکومت کراچی سے نئے نئے منتقل ہوئے تھے۔ اپنی اس مہم کے دوران ایک دن سڑک پر چلتے ہوئے مجھے ایک مسلمان سفارت خانے کا بورڈ نظر آیا۔ مَیں فوراً اس طرف لپکا۔ باہر کا بڑا گیٹ کھلا ہی تھا، جیسا کہ عموماً سفارتخانوں میں ہوتا ہی ہے۔ مَیں بے دھڑک اندر چلا گیا۔ چند قدموں کے فاصلے پر مَیں نے دائیں جانب ایک چھپّر کھٹ کے نیچے دو کتّے بیٹھے ہوئے دیکھے۔ مَیں حیران تو ہوا کہ سفارتخانے میں کتوں کا کیا کام، مگر مَیں انہیں دیکھ کر آگے بڑھ گیا۔ کتّے بھی مجھے دیکھ کر کچھ عجیب سی آوازیں نکالنے لگے، تاہم ان میں سے کوئی بھی نہ بھونکا، نہ میری طرف بڑھا‘‘۔

اب آگے کوٹھی نما بنگلے کی جب مَیں نے گھنٹی بجائی تو اندر سے ایک غیر ملکی وضع قطع کی خاتون نکلی۔ پہلے تو وہ یہ معلوم کر کے حیران ہوئی کہ ایک اجنبی یہاں کیسے آ گیا۔ دوسرے یہ کہ مَیں کتّوں سے بچ کر کیسے نکل آیا۔ کتّے بھونکے بھی نہیں تھے۔ دراصل جیسا کہ مجھے جلد معلوم ہو گیا:

’’یہ سفارتخانہ نہیں تھا، بلکہ اس ملک کے سفیر کی جائے رہائش تھی۔ جب مَیں نے بتایا کہ مَیں سفیر صاحب سے ایک ضروری کام سے ملنا چاہتا ہوں تو وہ خاتون جو غالباً سفیر صاحب کی بیگم تھی، کہنے لگی کہ یہ سفارتخانہ نہیں۔ پھر اس نے مجھے سفارتخانے کا پتہ بتایا اور جب مَیں واپس ہونے لگا تو وہ مجھے بڑے گیٹ تک خود چھوڑنے آئی اور انگریزی زبان میں بولی:

"You are lucky, my dogs have done you no harm".

مَیں نے جب پوچھا کہ کیا کتّے بندھے ہوئے نہیں تھے تو وہ کہنے لگی، یہی بات تو مجھے حیران کر رہی ہے۔ ہم کتوں کو اپنی حفاظت کے خیال سے دن کو بھی کھلا رکھتے ہیں، کیونکہ یہاں کسی اجنبی کا کام ہی نہیں‘‘۔

مَیں اس غیبی حفاظت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لایا اور دیر تک شکر بجا لاتا اور سوچتا رہا کہ اگر آج خدا تعالیٰ کی یہ خاص حفاظت میرے شامل حال نہ ہوتی تو میرا کیا حشر ہوتا۔ یہ ایسا واقعہ ہے، جو مَیں جب بھی یاد کرتا ہوں میری روح خدا کے حضور شکر کے جذبات سے لبریز ہو جاتی ہے۔ گھر میں بھی آکر یہ واقعہ سنایا اور اس کے بعد اکثر اسے خدا تعالیٰ کے منجملہ دیگر احسانات کے یاد کیا جاتا ہے۔ فالحمد للہ۔

❁❁❁❁❁❁❁

بقیہ: ہم کون ہیں؟ از صفحہ نمبر 8

قدسی! تو با یں نطق بجو محرمِ اسرار
کایں حکمتِ لاہوت زنا محرمے اخفیٰ

قدسی! یہ عالمِ بالا سے متعلق تیری پُر از اسرار باتیں تو وہی سمجھ سکتا ہے جس کے دل میں نورِ اعلیٰ تک رسائی پانے کی جوت لگی ہو۔ یہ آسمانی حکمت کے گہرے راز ایک عامی کے فہم و ادراک سے بالا ہیں اور اس کی سوچ کی رسائی بھی ان رازوں تک ممکن نہیں!!

❁❁❁❁❁❁

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

قائم شدہ 1952

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214750	6212515
6214760	6215455

پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Mobile: 0780-3298065 Fax: 020 8871 9398

SHAHEEN REISEN

Authorised Agent

ہوائی جہاز کی ٹکٹ میں حیرت انگیز خصوصی رعائت

ہم نے اپنے کرم فرماؤں کی بہترین ہوائی سفری سہولت کے لئے DARMSTADT جرمنی میں ٹریول ایجنسی کا آغاز کیا ہے۔
آپ دنیا بھر کے کسی بھی ملک کے سفر کے لئے بذریعہ ٹیلیفون یا E-Mail کسی بھی ائرلائن کے لئے ہماری نئی Flugsuchmaschine کے ساتھ سیٹ بک کروائیں اور اور گھر بیٹھے اپنی OK ٹکٹ بذریعہ ڈاک حاصل کریں براہ مہربانی مزید معلومات کے لئے نئے ٹیلیفون نمبر نوٹ فرمالیں۔ شکریہ

Shaheen Reisen; Siemens str 6 (Fasanerie Passage), 64289 Darmstadt - Kranichstein
Tel:06151-36 88 525 Fax: 06151 36 88 526 E-Mail: shaheen-reisen@gmx.de
P LIDL Supermarket کی پارکنگ کے عین بالمقابل

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD,
LONDON SW19 3TL U.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-
http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی قابل تقلید مالی قربانیاں

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ یکم اگست 2005ء میں حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ آف مالیر کوٹلہ کی مالی قربانیوں سے متعلق ایک مضمون (مرتبہ: محمد جاوید صاحب) شامل اشاعت ہے۔

☆ جب حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے تو آپؓ سے تحصیل علم کی خاطر کئی ایک آپؓ کے شاگرد بھی وہاں جمع ہوگئے اور قادیان کی طرح باقاعدہ درس وتدریس کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سب کے قیام وطعام کا انتظام حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کی طرف سے تھا۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ہم سب شاگردوں کی مالیر کوٹلہ میں ہر طرح خاطر تواضع ہوتی تھی اور بہترین کھانے ہمارے لئے تیار ہوتے تھے۔ ایسی مرغن غذاؤں کے عادی نہ ہونے کی وجہ سے ہماری خواہش ہوتی تھی کہ بعض اوقات دال وغیرہ ملے اور ہم بعض دفعہ باورچیوں سے کھانا تبدیل کر لیتے تھے۔

☆ حضرت نواب صاحبؓ کی تجویز کے مطابق ایک کونسل ٹرسٹیاں ان افراد پر مشتمل مقرر کی گئی جو مدرسہ تعلیم الاسلام کو کم از کم ساٹھ روپیہ سالانہ مدد دیں، مدرسہ کے لئے چندہ وصول کریں یا مدرسہ کی علمی مدد کریں۔ چنانچہ اکیس اشخاص کونسل ٹرسٹیاں کے ممبر ہوئے۔ 29 دسمبر 1900ء کو بیت السلام قادیان میں بصدارت حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ ٹرسٹیاں کے اجلاس میں حضرت نواب صاحبؓ کو صدر منتخب کیا گیا۔ اس وقت جبکہ ساٹھ روپے سالانہ امداد دینے والے بھی معدودے چند تھے، حضرت نواب صاحب نے ایک ہزار روپیہ سالانہ چندہ دینے کی پیشکش کی۔

مدرسہ کا انتظام سہل امر نہ تھا۔ اخراجات کو پورا کرنے کے لئے احباب کو بار بار یاددہانی کرائی جاتی تھی۔ خود نواب صاحب حد درجہ فیاضی سے ہر قسم کی کمی کو ذاتی طور پر پورا کرتے تھے اور وظائف جاری کر رکھے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے 16/اکتوبر 1903ء کے اشتہار میں فرمایا: ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب اخویم محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ نے اپنے پاس سے 80 روپیہ ماہوار دے کر اس مدرسہ کی امداد کی مگر پھر بھی استادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہوسکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سرپر رہتا ہے۔

حضرت نواب صاحبؓ نے ایک یہ تجویز پیش کی کہ جو احباب کسی عذر سے مدرسہ میں اپنے بچوں کو نہ بھیج سکتے ہوں وہ اُسی قدر نقد روپیہ مدرسہ تعلیم الاسلام میں دیدیا کریں جو کہ اُن کے اپنے بچوں کی فیس میں دینا لازم ہوسکتا ہو۔ نیز وعدہ فرمایا کہ میں اپنے تینوں بچوں کی فیس مدرسہ میں داخل کر دیا کروں گا۔ چنانچہ اس دن سے حضرت نواب ممدوح مبلغ 9 روپیہ ماہوار بطور فیس مدرسہ ہذا میں داخل فرماتے رہے۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں کہ...... اگر بعض پُرجوش مردانِ دین کی ہمت اور اعانت سے کوئی کتاب تالیف ہو کر شائع ہو تو بباعث کم توجہی اور غفلتِ زمانہ کے وہ کتاب بجز چند نسخوں کے زیادہ فروخت نہیں ہوتے اور اکثر نسخے اس کے یا تو سالہا سال صندوقوں میں بند رہتے ہیں یا للہ مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔ پُرجوش مردان دین سے مراد اس جگہ اخویم حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب بھیروی ہیں جنہوں نے گویا اپنا تمام مال اسی راہ میں لٹا دیا ہے۔ اور بعد ان کے میرے دلی دوست حکیم فضل دین صاحب اور نواب محمد علی خان صاحب کوٹلہ مالیر اور درجہ بدرجہ تمام وہ مخلص دوست ہیں جو اس راہ میں فدا ہو رہے ہیں۔

☆ حضرت نواب صاحبؓ نے حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ کو اپنے پاس ملازم رکھا ہوا تھا۔ ان کو پانچ روپے سے پچاس روپے تک ترقی دی۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت نواب صاحبؓ سے کہا کہ صرف چند بچوں کو پڑھانے کی مشغولیت سے حافظ صاحب کی قابلیت ضائع جارہی ہے، سلسلہ ان سے زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے، آپ انہیں سلسلہ کے سپرد کردیں۔ نواب صاحب نے فوراً ان کا مشاہرہ پچاس سے نوے روپے کر دیا تاکہ صدر انجمن آپ کو لے تو مشاہرہ نوے روپے سے شروع کرے۔

☆ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے حضرت نواب صاحبؓ کی وفات پر رقم فرمایا کہ مرحوم علمی مذاق کے انسان تھے۔ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی دینی کتابیں ہمیشہ منگواتے رہتے اور بہت سی کتابیں انہوں نے مرکزی لائبریری کو بھی عطا کیں چنانچہ بڑی انسائیکلوپیڈیا 25 جلد والی جو اس وقت لائبریری میں موجود ہے مرحوم کی ہی عطا کردہ ہے۔ نیز کسی نہ کسی عالم کو ہمیشہ تنخواہ دے کر اپنے پاس رکھتے اور دینی کتب سنتے رہتے تھے۔

☆ حضرت نواب عبداللہ خانصاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت والد صاحب ہماری تعلیم و تربیت کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ حضرت پیر منظور محمد صاحبؓ کو کافی مشاہرہ پر رکھا جنہوں نے ہمیں قاعدہ یسرنا القرآن اور بعد میں قرآن مجید ناظرہ پڑھایا۔ اسی سلسلہ میں آپؓ نے ان کو ان کا مکان بنا کر دیا۔

☆ ''الحکم'' کو سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہونے کا فخر حاصل ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اسے اور ''البدر'' کو سلسلہ کے دو بازو قرار دیتے تھے۔ حضرت نواب صاحبؓ نے اخبار ''الحکم'' کی ایک سو روپیہ سالانہ امداد مقرر کی تھی۔ اس حوالہ سے حضرت عرفانی صاحبؓ تحریر فرماتے ہیں: میں نے مکان بنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت نواب صاحبؓ سے بے تکلفی تھی اور مجھ سے انہیں خاص محبت تھی۔ میں نے کہا نواب صاحب! زمین لے لی ہے۔ مکان کا نقشہ بنادیجئے۔ فرمایا نقشہ کیلئے اول یہ معلوم ہو کہ کیا بنانا ہے۔ دوم کس قدر روپیہ خرچ کرنا ہے۔ میں نے کہا کہ دفتر کیلئے ایک بڑا کمرہ، دو چھوٹے حجرے اور رہنے کے لئے ایک کمرہ بڑا اور دو کوٹھڑیاں، باورچی خانہ اور غسل خانہ۔ اور روپیہ میرے پاس تو ہے نہیں۔ آپؓ نے دو سال کا چندہ الحکم کا دینا ہے۔ ایک سال کا پیشگی دیدیں۔ یہ تین سو ہوتا ہے۔

آپؓ ہنسے اور فرمایا کہ نقشہ بھی مَیں بنا دوں اور بنوا بھی دوں۔ میں نے کہا بنوانے کے لئے تو آسانی ہے۔ آپ کا مستقل عملہ تعمیر ہے اور اب وہ تقریباً بیکار ہے، بس اس رقم میں دونوں کام ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے خاموشی سے مستریوں اور معمار کو حکم دیدیا۔ اس طرح پر الحکم کے دفتر کی تعمیر شروع ہوئی۔ مگر پھر الحکم میں تحریک سے کتابوں کی فروخت وغیرہ سے روپیہ آتا رہا اور چودہ سو میں وہ حصہ مکمل ہوگیا۔

نواب صاحبؓ نے جب صدر انجمن کا کام لیا تو میں اسسٹنٹ سیکرٹری تھا۔ میں صدر انجمن سے کچھ نہ لیتا تھا اور کبھی نہیں لیا۔ تب نواب صاحب میری ضروریات کا لحاظ کر کے کبھی کچھ روپیہ دیدیا کرتے تھے۔ جب نواب صاحب سکندر آباد آئے۔ میں اس وقت فارغ البال تھا اور مجھے اپنے محسن کی مالی خدمت کا موقعہ ملا مگر نواب صاحب نے وہ رقم واپس کردی۔

☆ دارالضعفاء کے لئے حضرت نواب صاحبؓ نے 22 مکانوں کے لئے ایک وسیع قطعہ زمین بہشتی مقبرہ کے قریب عطا فرمایا۔

☆ اخبار ''الفضل'' کی اعانت کے بارہ میں حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''تیسرے شخص جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے تحریک کی وہ مکرمی خان محمد علی خاں صاحب ہیں۔ آپ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ زمین اس کام کے لئے دی۔ پس وہ بھی اس رَو کے پیدا کرنے میں جو اللہ تعالیٰ نے ''الفضل'' کے ذریعہ چلائی حصہ دار ہیں۔ اور سابقون الاولون میں سے ہونے کے سبب سے اس امر کے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس قسم کے کام لے۔

☆ فتنہ ملکانہ کے موقع پر حضرت مصلح موعودؓ نے چندہ کا اعلان کیا اور سب سے پہلے حضرت نواب صاحبؓ کے برادر نسبتی اور ماموں زاد بھائی جنرل اوصاف علی خاں صاحب کے پانصد روپیہ کے چیک کا حضور نے اعلان فرمایا۔ دس ہزار کے وعدے لکھے گئے جن میں حضرت نواب صاحبؓ کا وعدہ سب سے زیادہ تھا یعنی ایک ہزار روپیہ۔ علاوہ ازیں دوصد روپیہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کا اور پانصد مکرم نواب خاں محمد عبداللہ خاں صاحبؓ کا اور ایک صد روپیہ سیدہ بوزینب بیگم صاحبہ کا تھا۔ اس کے علاوہ نواب صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ارشاد کی تعمیل میں علاقہ ملکانہ کا دورہ کیا اور اپنے اور اپنے رفقاء کے کئی ہزار روپے کے اخراجات خود برداشت کئے۔

☆ باوجود گوناگوں مالی تفکرات کے حضرت نواب صاحب نے تحریک جدید کے لئے پہلے دس سالوں میں قریباً ساڑھے تین ہزار روپیہ ادا کیا۔ آپ کے اہل و عیال کا چندہ اس کے علاوہ تھا۔

☆ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے وصال تک نواب صاحبؓ کی طرف سے یہ التزام رہا کہ اعلیٰ درجہ کا کھانا دونوں وقت آپ کی خدمت میں نواب صاحب کے ہاں سے آتا رہا۔ کب شروع ہوا اس بارہ میں حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ فرماتی ہیں کہ اندازاً 1904ء کا آخر یا 07ء کا شروع ہوگا کیونکہ جب میں حضرت خلیفہ اولؓ سے پڑھا کرتی تھی تو کھانا آیا کرتا تھا۔

☆ حضرت نواب صاحبؓ کی غرباء پروری کا ذکر کرتے ہوئے حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحبؓ فرماتے ہیں: جس زمانہ میں آپؓ نے قادیان کی رہائش اختیار کی، اس کی حالت بالکل معمولی سی تھی اور مہاجرین کی حالت بہت خراب تھی۔ ان کا بیشتر حصہ دو دو تین تین روپے ماہوار پر گزارا کرتا تھا۔ حضرت نواب صاحب کا قادیان آنا ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا۔ ہر شادی بیاہ پر بری کا جوڑا آپ کی طرف سے جاتا۔ احباب میں سے ایک کثیر تعداد کی آپ مالی اعانت کرتے رہتے تھے اور پھر اس اعانت کا ذکر کسی سے نہ کرتے تھے۔ ہمیں بھی جو کچھ پتہ لگا ہے بالعموم خطوط وغیرہ سے اتفاقیہ طور پر یا ان احباب کے ذکر کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ میاں محمد عبد اللہ خاں صاحب پٹھان (جو کچھ عرصہ ملازم رہے تھے ان) کو مکان بنوانے میں امداد دی تھی۔ بہت سے نادار طلباء کی امداد کرتے رہے تھے۔

☆ صدر انجمن احمدیہ مالی حالت کی وجہ سے باتنخواہ مربی نہ رکھ سکتی تھی۔ حضرت نواب صاحب نے اپنے خرچ پر پہلا باتنخواہ مربی رکھا جس کے ذاتی اخراجات کے آپؓ خود کفیل ہوتے تھے اور انہیں بسا اوقات پانچ پانچ چھ چھ صد روپیہ کی اکٹھی امداد کر دیا کرتے تھے۔

☆ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے آپؓ کو 9 جنوری 1892ء کو تحریر فرمایا: ''مبلغ 281 روپیہ مرسلہ آں محبّ کل کی ڈاک میں مجھ کو مل گئے۔ جس وقت آپ کا روپیہ پہنچا ہے، مجھ کو اتفاقاً نہایت ضرورت درپیش تھی۔ موقعہ پر آنے کی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم وقادر اس خدمت للّٰہی کا آپ کو بہت اجر دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورۂ افریقہ کے حوالہ سے روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۶/جولائی ۲۰۰۵ء میں مکرم عبدالسلام اسلام صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

اہل افریقہ کے دل چمکے خدا کے نور سے
جن کو اک نسبت ہے شائد جلوہ ہائے طور سے
جگمگا اٹھی ہے پھر تاریک دھرتی دیکھنا!
دَور افریقہ کا پلٹا دورۂ مسرور سے
دیکھنے والوں پہ چھا جاتی ہیں کیسی مستیاں!
دیکھتا ہے جب کبھی وہ دیدۂ مخمور سے

آج مجھ کو صبح کی نماز کے وقت بہت تضرع اور ابتہال سے آپ کے لئے دعا کرنے کا وقت ملا۔ یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو قبول کرے۔

☆ توسیع مکان کے تعلق میں حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں: مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ! مبلغ دوسو روپے کے نصف نوٹ آج کی تاریخ میں آ گئے۔

☆ حضرت اقدسؑ نے 21 جولائی 1898ء کو تحریر فرمایا: ’’عنایت نامہ معہ مبلغ دوصد روپیہ مجھ کو ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک مرض اور غم سے نجات بخشے۔‘‘

☆ ایک اَور خط میں حضورؑ نے آپؓ کی طرف سے تین صد روپیہ ملنے کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ حضرت اقدس 9 نومبر 1899ء کو نواب صاحب کو تحریر فرماتے ہیں: ’’مجی عزیزی اخویم نواب محمد علی خاں صاحب سلمہ! پانچ سو روپے کا نوٹ اور باقی روپیہ یعنی 75 پہنچ گئے۔ دو جو نصیبین میں برفاقت مرزا خدا بخش صاحب بھیجے جائیں گے ان کے لئے پانچ سو روپے کی ضرورت ہوگی‘‘۔

☆ حضرت مسیح موعودؑ نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک سو دو مخلصین کے اسماء درج فرمائے ہیں کہ جن کے اخلاص سے حضورؑ نے اس کارِ خیر میں کم از کم سو روپیہ دینے کی توقع ظاہر کی اور بعض دے چکے تھے۔ اس فہرست میں پہلا نمبر حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کا اور دوسرے نمبر پر نواب محمد علی خاں صاحبؓ رئیس مالیر کوٹلہ کا نام درج ہے۔

☆ مقدمہ کرم دین کے دوران آتمارام مجسٹریٹ کی نیت نیک نہ تھی اور وہ حضرت اقدس کو سزا قید دینے پر آمادہ تھا۔ چنانچہ 8/اکتوبر 1904ء کو اس نے حضرت اقدس کو پانصد روپیہ جرمانہ اور حضرت حکیم مولوی فضل دین صاحب کو دوصد روپیہ جرمانہ عدم ادائیگی صورت میں چھ ماہ قید کا فیصلہ سنایا۔ اُس کا منصوبہ یہ تھا کہ جرمانہ فوراً ادا نہ ہوسکے گا اور قید کی سزا دی جاسکے گی لیکن یہ سات صد روپیہ فوراً ادا کر دیا گیا جس سے اس کا منصوبہ خاک میں مل گیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ نواب صاحبؓ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ مجسٹریٹ کی نیت اچھی نہیں ہے۔ اور آپؓ نے احتیاطاً نوصد روپیہ ایک روز پیشتر اپنے ایک آدمی کے ہاتھ گورداسپور بھیج دیا اور یہی رقم ان جرمانوں کی ادائیگی میں کام آئی۔

☆ مکرم میاں محمد عبداللہ خاں صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات سلسلہ کے کسی کام کے لئے روپیہ درکار ہوتا تو حضرت اقدس مسیح موعود خود تحریک کر کے نواب صاحب سے روپیہ منگوا لیتے تھے۔ ایک دفعہ حضورؑ نے حضرت اماں جانؓ کے کنگن غالباً مالیر کوٹلہ بھیجے کہ انہیں رہن رکھ کر پانصد روپیہ بھیج دیں۔ آپؓ نے کنگن بھی واپس بھیج دیئے اور پانصد روپیہ بھی حضورؑ کی خدمت میں بھیج دیا۔

ابتلاؤں کا فلسفہ اور قربِ الٰہی

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/نومبر 2005ء میں شائع شدہ مکرم عبدالسمیع خان صاحب کے مضمون میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ابتلاؤں کے فلسفہ اور قربِ الٰہی کے لئے ان کی ضرورت واہمیت بیان کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے جبکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں جیسے حالات نہیں آئے جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں۔ انہیں سختیاں اور تکلیفیں پہنچیں اور وہ ہلا کر رکھ دیئے گئے یہاں تک کہ رسول اور وہ جو اس کے ساتھ تھے، پکار اٹھے اللہ کی مدد کب آئے گی۔ سنو یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔

سورۃ بقرہ کی یہ آیت چار واضح پیغام دیتی ہے:

1۔ الٰہی جماعتوں پر ابتلاؤں کا آنا الٰہی سنت ہے۔

2۔ مصائب اور مشکلات کا یہ دَور اس لئے آتا ہے کہ مومن خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق اور بھی بڑھائیں۔

3۔ جب خدا کے سوا ہر سہارا ٹوٹ جاتا ہے تب بھی مومن اُس سے مایوس نہیں ہوتے اور خدا کو ہی مدد کے لئے پکارتے ہیں۔

4۔ خدا تعالیٰ ان ابتلاؤں کے نتیجے میں مومنوں کو ضائع نہیں کرتا بلکہ ان کو غالب اور فتح مند کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے غلاموں کی اسی تعلیم کے مطابق رہنمائی فرمائی۔ حضرت خباب بن ارتؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے اپنی تکالیف کا ذکر کیا۔ آپؐ کعبہ کے سایہ میں چادر کو سرہانہ بنائے لیٹے ہوئے تھے۔ ہم نے عرض کی کیا آپ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگتے اور دعا نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ سختی کے یہ دن ختم کر دے۔ اس پر آپؐ نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ جن کے لئے مذہبی دشمنی کی وجہ سے گڑھے کھودے جاتے اور ان میں انہیں گاڑ دیا جاتا۔ پھر آرا لایا جاتا اور ان کے سر پر رکھ کر انہیں دو ٹکڑے کر دیا جاتا۔ لیکن وہ اپنے دین اور عقیدہ سے نہ پھرتے اور بعض اوقات لوہے کی کنگھی سے مومن کا گوشت نوچ لیا جاتا، ہڈیاں اور پٹھے ننگے کر دیئے جاتے لیکن یہ ظلم ان کو اپنے دین سے نہ ہٹا سکتا۔ اللہ تعالیٰ اس دین کو ضرور کمال اور اقتدار بخشے گا یہاں تک کہ اس کے قائم کردہ امن امان کی وجہ سے صنعاء سے حضر موت تک اکیلا شتر سوار چلے گا اور اللہ کے سوا اُسے کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

آنحضرت ﷺ نے ایمان کے بعد سب سے زیادہ اہم چیز استقامت کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت سفیانؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے دین کی کوئی ایسی بات بتائیے کہ اس کے بعد کسی اَور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپؐ نے جواب دیا: تم یہ کہو کہ مَیں اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا اور پھر اس پر استقامت اختیار کرو۔

ایک بار آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ عظیم جزاء عظیم ابتلاء کے ساتھ وابستہ ہے۔ جب اللہ کسی قوم کے ساتھ پیار کرتا ہے تو انہیں ابتلاؤں میں ڈالتا ہے۔ جو استقامت دکھائے اور خدا سے راضی رہے، خدا بھی اس سے راضی ہوجاتا ہے۔ اور جو خدا سے ناراض ہوجائے، خدا بھی اس سے ناراض ہوجاتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے سارے کام برکت ہی برکت ہوتے ہیں۔ اگر اس کو کوئی خوشی اور فراخی نصیب ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے اور اگر کوئی دکھ اور رنج پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے۔ شکرگزاری یا صبر کرنا اُس کے لئے خیر و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔

ایک حدیث کے مطابق مومن کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی مگر اللہ تعالیٰ اس کی اس تکلیف کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے۔

پھر فرمایا: مومن اور مومنہ پر قسما قسم کے ابتلاء اس کی اپنی ذات اور مال اور اولاد کے بارہ میں وارد ہوتے رہتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ مرنے کے بعد خدا سے ملتا ہے تو اس کی کوئی خطا باقی نہیں رہ جاتی۔

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا: قیامت کے دن جب ابتلاؤں سے گزرنے والوں کو ثواب دیا جائے گا تو اہل عافیت یعنی جو ابتلاؤں سے محفوظ رہے، خواہش کریں گے کہ کاش دنیا میں ان کی کھالیں قینچیوں سے کتری جاتیں تاکہ وہ بھی ثواب حاصل کرتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: خدا تعالیٰ کے مامور پر ایمان لانے کے ساتھ ابتلاء ضروری ہے۔...... گویا ایمان کی شرط ہے آزمایا جانا۔ صحابہ کرام کیسے آزمائے گئے۔ ان کی قوم نے طرح طرح کے عذاب دیئے ان کے اموال پر بھی ابتلاء آئے۔ جانوں پر بھی، خویش و اقارب پر بھی۔ اگر ایمان لانے کے بعد آسائش کی زندگی آجاوے تو اندیشہ کرنا چاہئے کہ میرا ایمان صحیح نہیں کیونکہ یہ سنت اللہ کے خلاف ہے کہ مومن پر ابتلاء نہ آئے۔ آنحضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوسکتا۔ وہ جب اپنی رسالت پر ایمان لائے تو اسی وقت سے مصائب کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ...... ابتلاء اسی واسطے آتے ہیں کہ صادق جدا ہوجائے اور کاذب جدا۔ خدا رحیم ہے مگر وہ غنی اور بے نیاز بھی ہے۔ جب انسان اپنے ایمان کو استقامت کے ساتھ مدد نہ دے تو خدا تعالیٰ کی مدد بھی منقطع ہوجاتی ہے۔

پھر فرمایا: خدا تعالیٰ پر پورا ایمان اور بھروسہ ہو تو پھر انسان کو تنور میں ڈال دیا جاوے اسے کوئی غم نہیں ہوتا۔ تکالیف کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر راحت ہے۔ جیسا بچہ پیدا ہونے کے وقت عورت کو تکلیف ہے بلکہ ساتھ والے بھی روتے ہیں۔ لیکن جب بچہ پیدا ہوگیا تو پھر سب کو خوشی ہے۔

سیسہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 7/اکتوبر 2005ء میں مکرم طاہر احمد نسیم صاحب کا مضمون شامل اشاعت ہے جس میں ایک مفید دھات یعنی سیسہ کے بارہ میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

سیسہ یا پلمبم (Plumbum) کو عرف عام میں سکہ کہا جاتا ہے۔ یہ ایک نرم اور بھاری دھات ہے جو ہزاروں سال سے انسان کے زیرِ استعمال ہے۔ پہلے یہ تعمیراتی کاموں کے لئے اور برتنوں وغیرہ کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ آجکل یہ زیادہ تر صنعت و حرفت میں استعمال ہوتی ہے خصوصاً گاڑیوں، ہوائی جہازوں اور گھروں میں بجلی پیدا کرنے کے لئے اور کیمیکلز پٹرولیم اور ایٹمی توانائی پیدا کرنے کے مراکز میں۔ اپنی تمام تر افادیت کے ساتھ ساتھ سیسہ سخت مضرِ صحت اثرات بھی پیدا کرسکتا ہے۔

اس وقت آسٹریلیا اور روس سیسہ پیدا کرنے والے سب سے بڑے ممالک ہیں جبکہ دوسرے نمبر پر امریکہ اور تیسرے نمبر پر کینیڈا آتے ہیں۔ چونکہ سیسہ بہت بھاری مگر انتہائی نرم دھات ہے اس لئے اسے خالص شکل میں استعمال کرنا مشکل ہے۔ لہٰذا اکثر اوقات اس کو ٹن Tin جیسی دھاتوں کے ساتھ ملا کر بطور Alloy کے استعمال کیا جاتا ہے۔

سیسہ کی خصوصیت یہ بھی کہ اس کو باریک سے باریک کاغذ کی صورت میں کوٹا جا سکتا ہے اور باریک تار کی صورت میں کھینچا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں خصوصیات سونے اور چاندی کے علاوہ بہت کم دھاتوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور یہ بھی کہ سیسہ کو پانی زنگ وغیرہ کی صورت میں نقصان نہیں پہنچا سکتا اور یہ سلفیورک ایسڈ اور دیگر طاقتور کیمیکلز میں حل نہیں ہوتا اور پھر یہ بجلی کے لئے Semi Conductor ہے۔ ان خوبیوں کی وجہ سے یہ D.C بجلی پیدا کرنے والی بیٹریوں کے تیار کرنے کے لئے بہترین دھات ہے اور فی زمانہ اس کا سب سے زیادہ استعمال اسی صنعت میں ہورہا ہے۔

یہ دھات پٹرول کے ساتھ مل کر انجن کی طاقت میں بہت اضافہ کا باعث بنتی ہے۔ اس سے اگرچہ ایسے کیمیکلز پیدا ضرور ہوتے ہیں جو ماحولیاتی آلودگی کا باعث بنتے ہیں لیکن اس سے انجن کی طاقت میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ رنگ و روغن (Paint) کی صنعت میں بھی سیسہ کا بہت استعمال ہے خصوصاً پلوں اور دیگر ایسے بڑے بڑے لوہے اور سٹیل گارڈروں کو زنگ سے بچانے کے لئے سیسہ ملا پینٹ بطور رنگ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ یہ واٹر پروف ہوتا ہے۔

دھماکہ خیز مواد۔ کیڑے مار دوائیاں اور ربڑ کی اشیاء بنانے میں بھی سیسہ کا استعمال عام ہے۔ بجلی اور ٹیلیفون کی تاروں کو بھی پلاسٹک کی طرح سیسہ کی تہہ میں بند کر کے موسم کے اثرات سے محفوظ کیا جاتا ہے۔ الیکٹرانکس اور بجلی کی اشیاء کی صنعتوں میں ٹانکے لگانے کے لئے سیسہ کو بطور Solder استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح بھاری صنعتوں کے حرکت کرنے والے حصوں کو باہم رگڑ سے بچانے کے لئے ان میں Bearing کے استعمال کرنے کے لئے سیسہ کام آتا ہے۔ خاص طور پر سیسہ کی پانی کے خلاف مزاحمت کی صفت نے بحری جہازوں کے ذریعہ کیمیکلز کی ترسیل اور لمبے عرصہ تک ان کیمیکلز کو سٹور کرنے کی صنعتوں کے لئے اس دھات کو بے بدل بنا دیا ہے۔

سیسہ اپنی بے پناہ کثافت کی وجہ سے ہر قسم کی تابکاری کے خلاف زبردست مزاحمتی دیوار کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ ہسپتالوں میں ایکسرے کے کمروں، ایٹمی ری ایکٹرز کی عمارتوں اور ایٹمی تحقیقی مراکز میں سیسہ یا اس کے مرکبات سے بنی ہوئی دیواریں استعمال ہوتی ہیں۔ ایٹمی فضلہ ٹھکانے لگانے کے لئے بھی سیسہ کے بنے ہوئے ٹینک استعمال کئے جاتے ہیں اور اسی دھات سے ایٹمی حملے اور تابکاری سے محفوظ رہنے کی پناہ گاہیں بھی تعمیر کی جاتی ہیں۔

سیسہ ایسا زہریلا عنصر ہے کہ اس کا کسی بھی شکل میں جسم میں داخل ہونا خطرناک ہے۔ سیسہ کے اجزا خون کے سرخ ذرات یعنی ہیموگلوبن کے دشمن ہیں۔ یہ ان کے بننے اور کارکردگی میں رکاوٹ ڈال کر ہمارے دماغ، گردوں، جگر اور دوسرے اعضاء رئیسہ کو مفلوج کر دیتے ہیں۔

قدرتی طور پر سیسہ زیرِ زمین کانوں میں پایا جاتا ہے۔ کچھ مقدار میں اگرچہ خالص سیسہ بھی ملتا ہے لیکن زیادہ تر یہ Galena کی شکل میں ملتا ہے جس میں گندھک، تانبا، سونا، چاندی اور زنک کی آمیزش ہوتی ہے اور ایک لمبے کیمیائی عمل کے ذریعہ یہ دھاتیں علیحدہ علیحدہ حاصل کی جاتی ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

12th January 2007 – 18th January 2007

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 12th January 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
01:15 Seminar: A seminar including a speech on the topic of 'Holy wars in the time of Holy Prophet (saw)'.
02:05 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 275, Recorded on 22/04/1997.
03:05 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
04:00 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 160, Recorded on 12th November 1996.
05:05 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:15 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 24th April 2004.
08:15 Le Francais C'est Facile: No. 88
08:40 Siraiki Service
09:20 Urdu Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Session 28, Recorded on 27th January 1995.
10:25 Indonesian Service
11:25 Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00 Tilaawat & MTA News Review Special
13:00 Live Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V, from Baitul Futuh.
14:10 Dars-e-Hadith
14:35 Bangla Shomprochar
15:35 Seerat Sahaba Rasool (saw) [R]
16:05 Friday Sermon [R]
17:05 Interview: An interview with Saleem Shah Jahanpuri.
18:00 Le Francais C'est Facile: No. 88
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:10 Friday Sermon [R]
22:25 Urdu Mulaqa'at: Session 28 [R]
23:30 MTA Variety: A discussion programme on the 'Attributes of Allah'.

Saturday 13th January 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:25 Le Francais C'est Facile: No. 88
02:00 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 276, Recorded on 23/04/1997.
03:05 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 12th January 2007.
04:15 Bangla Shomprochar
05:10 Interview: An interview with Saleem Shah Jahanpuri.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 13th February 2005.
08:10 Ashab-e-Ahmad
08:55 Friday Sermon [R]
10:00 Indonesian Service
10:55 French Service
12:00 Tilaawat & MTA International Jama'at News
12:55 Bengali Service
14:00 Intikhab-e-Sukhan: Nazm request programme
15:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:05 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
17:00 Question and Answer Session in Urdu with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 08/07/1995. Part 1.
18:00 Attractions of New Zealand, part 2.
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:10 Ahab-e-Ahmad
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday 14th January 2007

00:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:00 Seerat-un-Nabi (saw)
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 277, Recorded on 24/04/1997.
02:30 Ahab-e-Ahmad
03:20 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 12th January 2007.
04:30 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
05:30 Attractions of New Zealand, part 2.
06:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
07:20 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor . Recorded on 26th November 2006.
08:20 Learning Arabic: Programme No. 12
08:40 MTA Travel: A travel programme showing the history of Greek capital, Athens.
09:15 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
10:00 Indonesian Service
11:00 Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Jama'at. Recorded on 5th May 2006.
12:00 Tilaawat, Hamari Taleem & MTA News
13:00 Bangla Service
14:00 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 12th January 2007.
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:10 Huzoor's Tours [R]
17:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1998. Part 2.
18:00 Learning Arabic: Programme No. 12
18:30 Arabic Service
19:25 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 278, Recorded on 29/04/1997.
20:25 MTA International News Review [R]
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:05 Huzoor's Tours [R]
22:55 Ilmi Khutbaat

Monday 15th January 2007

00:00 Tilaawat & MTA News Review
01:10 Learning Arabic: Programme No. 12
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 278, Recorded on 29/04/1997.
02:30 Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Khalifatul Masih V. Recorded on 12th January 2007.
03:35 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th June 1998. Part 2.
04:30 Ilmi Khutbaat
05:30 MTA Travel: A travel programme showing the history of Greek capital, Athens.
06:00 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
07:15 Children's Class with Huzoor. Recorded on 27th November 2004.
08:25 Le Francais C'est Facile, Programme No. 35
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 26, Recorded on 6th April 1998.
10:00 Indonesian Service
11:15 Signs of Latter Days
12:15 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
13:30 Bengali Service
14:45 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 10/02/2006.
15:40 Signs of the Latter Days [R]
16:25 Medical Matters
17:15 Rencontre Avec Les Francophones [R]
18:30 Arabic Service
19:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 279, Recorded on 30/04/1997.
20:40 MTA International Jama'at News
21:15 Children's Class [R]
22:25 Spotlight [R]
23:15 Friday Sermon: recorded on 10/02/2006

Tuesday 16th January 2007

00:10 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Medical Matters
02:10 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 279, Recorded on 30/04/1997.
03:25 Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, recorded on 10/02/2006.
04:20 Le Francais C'est Facile, Programme No. 35
04:55 Rencontre Avec Les Francophones: A weekly studio sitting with French speaking friends with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 26, Recorded on 6th April 1998.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
07:10 Bustan-e-Waqfe Nau Class with Huzoor. Recorded on 12th June 2004.
08:05 Learning Arabic, programme No. 13
08:30 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
09:30 Al-Wassiyyat: An educational programme
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service
12:10 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
13:15 Bengali Service
14:15 Jalsa Salana Canada 2004: Concluding Address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Head of the Ahmadiyya Muslim Community, on the occasion of Jalsa Salana Canada. Recorded on 4th July 2004.
15:10 Jihad: A discussion programme on the topic of Jihad.
16:00 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
16:55 Learning Arabic, programme no. 13 [R]
17:15 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
20:30 MTA International News Review Special
21:05 Bustan-e-Waqfe Nau Class [R]
21:55 Address by Hadhrat Khalifatul Masih V [R]
23:00 Jihad: A discussion programme [R]

Wednesday 17th January 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Majmooa & MTA News
01:10 Learning Arabic, Programme No. 13
01:35 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 280. Recorded on: 06/05/1997.
02:35 MTA Travel: A travel programme featuring Washington D.C.
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 3rd March 1996.
04:40 Al-Wassiyyat: An educational programme
05:10 Jihad: A discussion programme on the topic of Jihad.
06:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
07:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class with Huzoor. Recorded on 27th February 2005.
08:15 Seerat Hadhrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:55 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th July 1984.
09:55 Indonesian Service
10:50 Swahili Service
11:35 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
12:45 Bengali Service
13:45 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 02/07/1982.
14:05 Seminar: A variety of speeches delivered by various speakers on the topic of 'signs in the Holy Qur'an'.
15:05 Australian Documentary: A documentary on Australian wildlife.
15:40 Jalsa Speeches: A speech delivered by Kareem Ahmad Khan on the occasion of Jalsa Salana United Kingdom. Recorded on 30th July 2000.
16:05 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
16:55 Lajna Magazine
17:30 Question and Answer Session [R]
18:30 Arabic Service
19:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 281, Recorded on: 07/05/1997.
20:30 MTA International News Review
21:15 Gulshan-e-Waqfe Nau (Atfal) Class [R]
22:10 Jalsa Speeches [R]
22:55 From the Archives [R]
23:30 Lajna Magazine [R]

Thursday 18th January 2007

00:05 Tilaawat, Dars-e-Hadith & MTA News Review
01:30 Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Session 281, Recorded on: 07/05/1997.
02:30 The Philosophy of the Teachings of Islam
02:55 Hamari Kaa'enaat
03:50 From the Archives: Friday Sermon delivered by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 02/07/1982.
04:10 Seminar
05:00 Lajna Magazine
05:30 Jalsa Speeches
06:00 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
06:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class with Huzoor. Recorded on 23rd January 2005.
08:05 English Mulaqa'at with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) with English speaking guests. Session no: 5, Recorded on: 26/03/1994.
08:50 Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to West Africa.
09:35 Al Maa'idah: A cookery programme
09:50 Indonesian Service
10:45 Seerat-un-Nabi (saw): Discussion programme
11:25 Pushto Service
12:05 Tilaawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00 Bengali Service
14:05 Tarjamatul Qur'an Class: In depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Session 161, Recorded on 18th November 1996.
15:10 Seerat-un-Nabi (saw): Discussion programme
15:55 Huzoor's Tours [R]
16:35 English Mulaqa'at, Session: 5 [R]
17:25 Moshaa'irah: An evening of Urdu poetry
18:30 Arabic Service
20:30 MTA News Review
21:00 Tarjamatul Qur'an Class, Session: 161 [R]
22:00 Seerat-un-Nabi (saw) [R]
22:55 Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) Class [R]

****Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00GMT & 17:00GMT***

Translations for Hazoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 14 Friday January 05, 2007 Issue No. 01

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

بیت السلام (بلجیم) میں ورود مسعود۔ بیت السبوح (فرینکفورٹ۔جرمنی) میں آمد اور والہانہ استقبال۔ بیت القیوم کا وزٹ۔

(بلجیم اور جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ مبلغ سلسلہ۔ شعبہ ریکارڈ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔لندن)

مؤرخہ 18/دسمبر 2006ء کو مسجد فضل لندن سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے جس دورہ کا آغاز دعا کے ساتھ ہوا، اس کے بارہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت کو دعا کی تلقین کرتے ہوئے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15/دسمبر 2006ء میں فرمایا:۔

"ایک دعا کیلئے میں نے کہنا تھا انشاء اللہ دو تین دن تک میں جرمنی کے سفر پر جا رہا ہوں، وہاں انہوں نے کافی بھرپور جماعتی پروگرام بنائے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کے جلسہ کا آخری خطاب بھی 28/دسمبر کو وہیں سے ہوگا۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ سفر میں بھی کامیابی عطا فرمائے اور پروگرام بھی ہر طرح سے بابرکت فرمائے۔"

حضور انور کے مذکورہ ارشاد کی تعمیل میں اپنے آقا کو دعاؤں کے ساتھ الوداع کرنے کیلئے علی الصبح ہی احباب جماعت مسجد فضل لندن کے احاطہ میں جمع ہونا شروع ہوگئے تھے۔ رات بھر اور پھر صبح تک بارش ہونے کی وجہ سے سردی کافی تھی اور بادل چھائے ہوئے تھے، جن سے کبھی کبھی بارش کی بوندیں گرنا شروع ہو جاتی تھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ٹھیک دس بجے اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے، تمام حاضرین کو ہاتھ ہلا کر سلام کیا اور پھر دعا کروائی۔

دعا کے بعد دس بج کر پانچ منٹ پر قافلہ کی روانگی ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی گاڑی کے علاوہ تین اور گاڑیاں قافلہ میں شامل تھیں۔ نیز چونکہ قافلہ نے انگلستان اور فرانس کے درمیان حائل سمندر کو Ferry کے ذریعہ عبور کرنا تھا لہٰذا تمام ایڈیشنل وکلاء یوکے، مکرم منصور شاہ صاحب نائب امیر یوکے، امام صاحب مسجد فضل لندن، صدر صاحب مجلس انصار اللہ یوکے، نمائندہ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ یوکے، مکرم مرزا ناصر انعام احمد صاحب وکالت تبشیر لندن، مکرم ظہور احمد صاحب دفتر پی ایس لندن اور مجلس خدام الاحمدیہ کی ٹیم قافلہ کو الوداع کرنے کیلئے Dover کی بندرگاہ تک آئے۔

مسجد فضل سے Dover تک کا فاصلہ ایک سو نو میل ہے جو لندن کی چار مشہور شاہراہوں A3، M25، M26 اور M20 سے ہوتے ہوئے قریباً ڈیڑھ گھنٹہ میں طے کیا گیا۔ M25 یوکے کی ایسی موٹروے ہے جو لندن کے چاروں اطراف میں گھومتی ہے اور جس کسی نے بھی لندن آنا ہو اسے بہرصورت اس سڑک سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس موٹروے کی عموماً تین Lanes ہیں لیکن بعض جگہوں پر چار اور بعض جگہوں پر پانچ Lanes بھی ہو جاتی ہیں، اس کے باوجود یہاں پر اتنی ٹریفک ہوتی ہے کہ اکثر اس کے کسی نہ کسی Junction پر ٹریفک کا بہت زیادہ ہجوم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے گھنٹوں گاڑیاں رینگ رینگ کر چلتی ہیں۔ اس تکلیف کے شکار لوگ اسے دنیا کی سب سے بڑی پارکنگ بھی کہتے ہیں۔

11:40 قافلہ ڈوور بندرگاہ کی بیرونی پارکنگ پر پہنچا جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قافلہ کو الوداع کرنے کیلئے آنے والے احباب جماعت کو مصافحہ کا شرف بخشا اور پونے بارہ بجے قافلہ کی چار گاڑیاں بندرگاہ میں داخل ہونے کیلئے وہاں سے روانہ ہوئیں۔

پاسپورٹ اور دیگر سفری دستاویزات کی کلیئرنس کے بعد سوا بارہ بجے دوپہر گاڑیاں ڈوور فیری ٹرمینل کے سامنے جا کر رک گئیں۔ فیری کی روانگی کا وقت چونکہ ایک بجے تھا، چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کا انتظام کیا گیا اور ٹرمینل کی انتظامیہ کی اجازت سے ٹرمینل کی بالائی منزل پر قافلہ نے حضور انور کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر قصر کر کے باجماعت ادا کیں۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد قافلہ Pride of Canterbury نامی فیری پر پہنچا، گاڑیاں فیری کی پارکنگ میں پارک کرنے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع ممبران قافلہ سیڑھیوں کے ذریعہ فیری کی آٹھویں منزل پر فرسٹ کلاس کے لاؤنج میں تشریف لے گئے۔ چونکہ بادل چھٹ چکے تھے اور دھوپ نکل آئی تھی لہٰذا لاؤنج سے سمندر کا نظارہ نہایت خوبصورت اور بھلا دکھائی دیتا تھا۔

فیری کے کل نو Deck تھے جن میں دو ہزار افراد کے سفر کرنے، ساڑھے پانچ سو کاروں اور سو سے زیادہ ٹرکوں کے پارک کرنے کی گنجائش موجود تھی۔ علاوہ ازیں بچوں کے کھیلنے کی جگہیں، ریسٹورنٹ اور شاپنگ مال بھی موجود تھے۔

فیری ٹھیک ایک بجے اپنے سفر پر روانہ ہوئی اور انگلش چینل کے قریباً اکیس میل کے سفر کو ڈیڑھ گھنٹے میں طے کر کے خدا تعالیٰ کے فضل سے اڑھائی بجے سمندر کے دوسری جانب فرانس کے علاقہ Calais (کیلے) پہنچ گئی۔ جہاں مقامی وقت ایک گھنٹہ آگے ہونے کی وجہ سے اس وقت سہ پہر کے ساڑھے تین ہوئے تھے۔ موسم سرما میں عموماً سمندر بڑا ارف ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج سمندر نہایت پرسکون رہا اور بخیر و خوبی یہ سفر کٹ گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

Dover اور Calais کے درمیان یہ سب سے چھوٹا راستہ ہے، جسے شوق رکھنے والے کئی تیراک تیر کر بھی پار کر چکے ہیں نیز صاف موسم میں ان دونوں بندرگاہوں کے ایک کنارہ سے دوسری طرف کی ساحلی عمارتیں انسانی آنکھ سے بھی دکھائی دے جاتی ہیں۔

فیری کے اپنی منزل پر پہنچنے پر ممبران قافلہ حضور انور کے ہمراہ اپنی اپنی گاڑیوں میں بیٹھ کر Calais کی بندرگاہ سے باہر آئے جہاں مکرم حامد محمود شاہ صاحب امیر جماعت بیلجیئم کچھ خدام کے ہمراہ حضور انور کے استقبال کیلئے موجود تھے، حضور انور نے استقبال کیلئے آنے والے احباب کو شرف مصافحہ عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ "سردی ہے!" چونکہ دھند کافی تھی لہٰذا گاڑیاں ڈرائیو کرنے والوں کو توجہ دلاتے ہوئے فرمایا" آہستہ آہستہ چلیں۔"

حضور انور کا قافلہ مقامی وقت کے مطابق پونے چار بجے فرانس اور بلجیم کے درمیان مشہور شاہراہ E40 پر بلجیم کے شہر Brussels کیلئے روانہ ہوا۔ دھند ہونے کی وجہ سے سڑک کے دونوں اطراف Fog lights سر شام ہی جل چکی تھیں۔ سڑک کے دونوں اطراف اور بعض جگہوں پر آنے اور جانے والی سڑکوں کے بیچوں بیچ ٹنڈ منڈ، پتوں سے محروم درخت موسم خزاں کی شکایت کر رہے تھے۔

بیت السلام بلجیم میں ورود مسعود

دو گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد قافلہ اس موٹروے کے Exit نمبر 9 سے بلجیم کے شہر Brussels کیلئے موٹر وے سے باہر آیا اور پانچ منٹ کی مسافت کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل و احسان سے مشن ہاؤس بیت السلام پہنچ گیا، جہاں مکرم نصیر احمد صاحب شاہد مبلغ سلسلہ بلجیم، نیشنل عاملہ کے ممبران، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے ممبران، مختلف جماعتوں کے صدور اور بلجیم جماعت کے متعدد مرد و زن اور بچے اپنے آقا کا دیدار کرنے کیلئے آنکھیں فرش راہ کئے کھڑے تھے۔ حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے، آپ نے مبلغ سلسلہ صاحب اور بعض ممبران عاملہ کو شرف مصافحہ بخشا، کچھ دیر کیلئے خدام کو اپنے چہرہ مبارک کے دیدار سے مسرور فرمایا۔ سوا چھ بجے حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں اور پھر اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔

بلجیم میں تین زبانیں فرنچ، فلیمش اور جرمن بولی جاتی ہیں۔ مزید یہ کہ Brussels میں فرنچ جبکہ اس شہر کے ارد گرد فلیمش زبان بولی جاتی ہے۔

جماعت کا یہ مرکزی مشن ہاؤس Brussels سے کچھ فاصلہ پر Dilbeek کے علاقہ میں واقع ہے۔ مشن ہاؤس کی یہ عمارت جو کہ پہلے پنیر کی ایک فیکٹری تھی، 1985ء میں خرید کی گئی تھی۔ فیکٹری کی اس عمارت میں کچھ رد و بدل کر کے نماز کیلئے ہال، لجنہ اماء اللہ کیلئے ہال، دفاتر، لائبریری، گیسٹ روم اور کچن بنایا گیا جبکہ پہلے سے موجود ایک بنگلے کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش گاہ کے طور پر مخصوص کیا گیا۔

دوسرا روز مؤرخہ 19/دسمبر 2006ء

مشن ہاؤس کے اس علاقہ میں رات کے وقت درجہ حرارت منفی 2 اور منفی 1 رہا۔ نماز فجر کا وقت 7:40 مقرر تھا، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ٹھیک وقت پر نماز کیلئے تشریف لائے احباب نے اپنے آقا کی اقتداء میں نماز باجماعت ادا کی۔

9:30 بجے حضور انور رہائش گاہ سے ملحقہ اپنے دفتر میں تشریف لائے اور مبلغ سلسلہ بیلجیئم مکرم نصیر احمد صاحب شاہد سے دفتری ملاقات فرمائی پھر حضور نے مکرم امیر صاحب بیلجیئم اور مکرم مبلغ صاحب سے اکٹھے میٹنگ کی اور جماعت کی تربیتی و تبلیغی مساعی کا جائزہ لیا اور مختلف امور کی بابت راہنمائی فرمائی۔

10:25 پر حضور انور اپنے دفتر سے باہر تشریف لائے تو سردی کی شدت کے باوجود الوداعی دعا میں شامل ہونے کیلئے بیلجیئم جماعت کے مرد و زن اور بچگان کی کثیر تعداد موجود تھی۔ حضور انور نے عہدیداران کو شرف مصافحہ عطا فرمایا جس دوران محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ بلجیم کو مجلس کی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں